صوبائی اسمبلی شمال مغربی سرحدی صوبہ

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز بدھ مورخہ 17 مارچ 2004 بمطابق 25 محرم 1425 ہجری صبح دس بجکر پینتیس منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، بخت جہان خان مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

ولقد اتینا بنی اسرائیل الکتب و الحکم والنبوۃ ورزقنھم من الطیبت و فضلنھم علی العلمینo واتینھم بینت من الامر فما اختلفوا الا من بعد ما جاء ھم العلم بغیاً بینھم یو القیمۃ فیما کانو ا فیہ یختلفونo ثم جعلنک علی شریعۃ من الامر فا تبعھا و لا تتبع اھوا ء الذین لایعلمون oانھم لن یغنوا عنک من اللہ شیا ط وان الظالمین بعضھم اولیا ء بعض ط واللہ ولی المتقین oھذا بصائر للناس و ھدی ورحمۃ لقوم یوقنون o

(ترجمہ) یقیناً ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب، حکومت اور نبوت دی اور ان کو ہم نے عمدہ سامان زندگی سے نوازا اور دنیا بھر کے لوگوں پر انہیں فضیلت عطا کی اور دین کے معاملہ میں انہیں واضح دلائل دے دیئے۔ پھر جو اختلاف ان کے درمیان پیدا ہوئے، وہ ناواقفیت کی وجہ سے نہیں بلکہ علم آجانے کے بعد ہوئے اور اس بناء پر ہوئے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے پر ظلم وزیادتی کرنا چاہتے تھے۔ اللہ قیامت کے روز ان معاملات کا فیصلہ فرمادیگا جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں۔ اسکے بعد ہم نے تم کو دین کے معاملہ میں ایک صاف شریعت (دین حق) پر قائم کیا ہے، لہذا تم اسی پر چلو اور ان لوگوں کی خواہشات کا اتباع نہ کرو۔ جو علم نہیں رکھتے، اللہ کے مقابلے میں وہ تمہارے کچھ بھی کام نہیں آسکتے۔ ظالم لوگ ایک دوسرے کے ساتھی ہیں اور متقیوں کا ساتھی اللہ ہے۔ یہ بصیرت کی روشنیاں ہیں سب لوگوں کیلئے اور ہدایت اور رحمت ان لوگوں کیلئے جو یقین لائیں۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: آئٹم نمبر 2، جن معزز اراکین کی طرف سے رخصت کی درخواستیں موصول ہوئی ہیں، بغرض منظوری میں ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اسمائے گرامی ہیں: جناب شاہ راز خان صاحب، ایم پی اے، آج سے 19تاریخ تک کیلئے اور جناب سعید گل صاحب، ایم پی اے آج اور کل کیلئے، Is it the desire of the House that leave may be granted?

(The motion was carried.)

Mr. Speaker: Leave is granted.

جناب فرید خان: پوائنٹ آف آرڈر، جی۔

جناب عبدالاکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر، سر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب فرید خان: پوائنٹ آف آرڈر، جی۔ محترم جناب سپیکر صاحب! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: څه پوائنټ آف آرډر دے ؟

جناب فرید خان: شکریہ، جی۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ محترم جناب سپیکر صاحب! زه اول خو دے صوبائی حکومت ته ډیر خراج تحسین پیش کوم چه د انډیا او د پاکستان د میچ د پاره ئے ډیر ښه انتظامات کړی دی په دے صوبه سرحد کښ-----------------

جناب سپیکر: دا څه پوائنټ آف آرډر دے ؟

جناب فرید خان: بیا د پاکستان کرکټ بورډ هم شکریه ادا کوم چه هغوی په پیښور کښ د میچ انتظام اوکړو او په جنوبی ایشیا کښ د امن صورتحال دپاره دا ضروری ده چه د انډیا او پاکستان په داسے دوستانه ماحول کښ د لوبے یو آغاز هغوی اوکړی۔ د صوبائی اسمبلئ د ممبرانو خپل استحقاق دے محترم جناب سپیکر صاحب، او زما د صوبائی حکومت نه دا مطالبه ده چه کم ازکم د پی سی بی سره هغوی دا خبره اوکړی او د صوبائی اسمبلئ د ممبرانو دپاره د Invitation یو کارډ کوم چه سبا نه بل سبا میچ دے، ډیر اهم میچ دے چه د صوبائی اسمبلئ ممبران په هغے کښ کم ازکم چه یو یو کارډ هغوی ته دغه شی چه هغوی په ښه انداز کښ یو ښکلے Atmosphereد هغے سره دغه شی۔ (تالیاں)

محترمہ ریحانہ اسماعیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب پیر محمد خان: محترم جناب سپیکر صاحب! دا خبرہ ---------------

محترمہ ریحانہ اسماعیل: سپیکر صاحب! اسی حوالے سے مجھے بھی بات کرنی ہے، کرکٹ کے حوالے سے۔

جناب سپیکر: اچھا۔

محترمہ ریحانہ اسماعیل: یہ ہمارے جو بھائی بات کر رہے ہیں، وہ اپنی جگہ درست بات ہے لیکن یہ تمام ایوان اس سے متفق ہو گا کہ سب والدین اس بات پر سخت پریشان ہیں کہ کرکٹ کے ان دنوں میں یہ میچز ہو رہے ہیں جبکہ ہمارے بچوں کے Exams ہیں، پورے ملک میں طلباء اور طالبات کے Exams ہیں اور میری یہ تجویز ہے کہ یہ ایوان پوچھے وفاقی وزارت سپورٹس سے کہ انہوں نے یہ والا مہینہ کیوں اس کرکٹ کیلئے Choose کیا ہے؟ اور آئندہ کیلئے ایسا نہ ہو کیونکہ اس سے بہت سے بچوں کا تعلیمی سال ضائع ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ یہ سب گواہ ہوں گے، ان کے گھر میں بچے پڑھتے ہوں گے اور بچے مسلسل ٹی وی کے سامنے بیٹھے میچ دیکھ رہے ہیں تو یہ انتہائی افسوسناک صورتحال ہے۔ میں سپورٹس کے خلاف بات نہیں کر رہی ہوں، ہم سپورٹس کے حق میں ہیں، یہ ہونے چاہئیں لیکن اس کیلئے اس مہینے کا انتخاب انتہائی غلط ہے۔

جناب پیر محمد خان: جناب سپیکر صاحب! دے بارہ کښې ما -----------------

جناب سپیکر: جی، عبدالاکبر خان صاحب۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! هغه بله ورځ مونږه دلته کښې یو ایډجرنمنټ موشن پیش کړے وو، وزیراعلیٰ صاحب هم ناست وو او په هغے کښې ---------------

Mr. Speaker: Order please.

قاعدہ کا معطل کیا جانا

جناب عبدالاکبر خان: وزیراعلیٰ صاحب بھی بیٹھے تھے اور اس میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ہم ایک قرارداد، جس طرح بشیر بلور صاحب نے اس کی Suggestion دی تھی اور Memorandum بھی گورنر کے پاس بھیجنے کیلئے فیصلہ ہوا تھا، تو وہ قرارداد ہم نے Draft کی ہے۔ آپ رول 240 کے تحت رول 124 کو Suspend کر کے مجھے وہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت دیجیئے۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب پیر محمد خان: سپیکر صاحب! زه یو ریکویسټ کوم، زما دے ورور یوه خبره اوکړه، دا ډیره اهمه خبره ده۔ هغه خبرے ------

جناب سپیکر: جی۔

جناب پیر محمد خان: ځکه چه د کال اټینشن یا د التواء خو خپل وخت وی او خبره دا ده چه اوس تاسو د هغے د پاره چهټئ کوئ نن یا سبا نو د کرکټ دا خبره، زمونږ خور هم د هغے اشاره اوکړه او دوئ هم اشاره اوکړه، یو طرف ته تاسو سوچ اوکړئ جی زمونږ په دے ملک باندے خاصکر په جنوبی وزیرستان کښ زمونږ مسلمانان رونړه، زمونږ پښتانه رونړه دی، په هغوی ګولئ وریږی، په هغوی بمباریٔ کیږی، هغوی قتلیږی هره ورځ، بل طرف ته مونږ ورته وایو چه دلته کښ کرکټ ته کښینئی تاسو، دلته کښ تماشے کوئ، دا زمونږ سره کومه ډرامه کیږی؟ بیا د کرکټ او د دے لوبو په باره کښ لکه دا علماء، ډیر غټ غټ علماء ناست دی، د خدائے فضل دے، زما په خیال خو دا لهو و لعب دے۔ که د دے قرآن کښ اجازت وی او دا مونږ ته یو دغه وی چه یره کوئ دا لهو و لعب نو بیا خو ټهیک ده، بیا ورله چهټی هم ټهیک ده۔

جناب سپیکر: جی، عبدالاکبرخان چه کوم رول------------------

جناب پیر محمد خان: په نورو صوبو کښ او زما په صوبه کښ فرق پکار دے ځکه دلته علماء دی، دلته د مجلس عمل حکومت دے، دلته د دغه لهو و لعب اجازت ورکول نه دی پکار، په نور ملک کښ، په نورو صوبو کښ د کیږی۔ یو خوا مسلمانان او زما رونړه پښتانه قتلوی او دلته ورته وائی لوبے کوئ۔ زه د دے خلاف یمه او دلته په دے صوبه کښ د کرکټ بند شی۔

محترمہ رفعت اکبر سواتی: Sir, I take notice of this. صوبے سارے برابر ہیں۔ اس صوبے میں اور کسی اور صوبے میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ سنٹرل گورنمنٹ کی یہ پالسی ہوتی ہے، یہاں بیٹھ کر اس پراسلئے نکتہ چینی کرتے ہیں کیونکہ ہم امن نہیں چاہتے، ہم چاہتے ہیں کہ یہ گاڑی امن کی پٹڑی پر نہ چلے۔ ہر وقت نکتہ چینی کرنے سے اور یہ

کمیاں، یہ کوتاہیاں، خرابیاں اور غلطیاں ڈھونڈنے سے ہمارے مسائل حل نہیں ہوتے۔ کبھی آپ کرکٹ کا بہانہ پکڑ لیتے ہیں، کبھی کوئی اور بہانہ پکڑتے ہیں۔آپ پلیز، .For God sake ---------

Mr. Speaker: Abdul Akbar Khan, please. Is it desire of the House that under rule 240, rule 124 may be suspended? Those who are in favour of it, may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried.)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Mr. Abdul Akbar Khan, please.

قرارداد

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! میں مشکور ہوں۔اس دن اس پر کافی بحث ہوئی تھی اور یہ قرارداد امانت شاہ صاحب، بشیر بلور صاحب، انور کمال خان اور میں خود، یہ ہم سب اکٹھے لا رہے ہیں۔اس میں یہ ہے کہ "قدرتی وسائل سے مالا مال ہونے کے باوجود پاکستان کے سب سے زیادہ غریب صوبے کے دو کروڑ عوام اپنے منتخب نمائندوں کے ذریعے قرار پاتے ہیں کہ آئین کے آرٹیکل (2)161 کے تحت جو بجلی ہمارے صوبے میں پیدا ہوتی ہے،اس کے خالص منافع پر ہمارے صوبے کا حق ہے: اور یہ کہ اس حق کو مشترکہ مفادات کی کونسل یعنی سی سی آئی نے اے جی این قاضی فارمولے کے تحت متعین کیا ہے: اور یہ کہ اس فامولے کے تحت بجلی پیدا کرنے کا خرچہ، بجلی کی ترسیل کا خرچہ اور بجلی کی تقسیم کا خرچہ اور دوسرے خرچے قیمت فروخت سے منہا کرکے خالص منافع کا تعین ہو چکا ہے: اور یہ کہ پیسکو چونکہ سو فیصدی وہ بجلی استعمال کرتی ہے جو کہ ہمارے صوبے کے پن بجلی گھروں میں پیدا ہوتی ہے،اسلئے اس کے سارے سسٹم کا خرچہ پہلے ہی سے ہمارے منافع سے منہا ہو چکا ہے: یہ کہ اب پیسکو کے سارے وسائل صرف اور صرف ہمارے صوبے کی ملکیت ہیں: یہ کہ واپڈا بننے سے پہلے بھی بجلی کا نظام ہمارے صوبے کے پاس تھا،اسلئے ہم اس صوبے کے منتخب نمائندے صدر پاکستان، وزیر اعظم پاکستان اور حکومت پاکستان سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ پیسکو جو کہ ہمارے صوبے کی ملکیت ہے،اس کو اصلی مالک کے حوالے کیا جائے اور واپڈا اور پرائیوٹائزیشن کمیشن کو ہمارے حقوق غصب ہونے سے روکے۔ ہم یہ بات واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اگر پیسکو کو ہمارے حوالے کرنے کی بجائے کسی ٹھیکیدار پر بیچنے کی کوشش کی گئی تو ہم اس عمل کو اپنے آئینی اور قانونی حقوق پر ڈاکہ سمجھ کر اس کی بھرپور مزاحمت کریں گے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ پیسکو، واپڈا کے سارے سسٹم میں واحد ادارہ

ہے جو پاکستان میں سب سے آرزاں ترین بجلی یعنی بیس پیسے سے بھی کم فی یونٹ استعمال کر رہا ہے اور جس کا منافع فی یونٹ باقی تمام اداروں سے زیادہ ہے: یہ کہ اس کی نجکاری سے ہمارے خالص منافع پر اثر پڑنے کے علاوہ ہمارا وہ آئینی حق جو کہ آئین کے آرٹیکل 157 کے تحت ہمارے صوبے کو حاصل ہے، ختم ہو جائے گا۔ آرٹیکل 157 میں مرکزی حکومت صوبوں میں صرف بجلی پیدا کرنے کے بجلی گھر اور گرڈ سٹیشن بنا سکتی ہے اور صرف بین الصوبائی ٹرانسمیشن لائن ڈال سکتی ہے۔ صوبائی حکومت صوبے کے اندر بجلی کی ترسیل اور تقسیم کر سکتی ہے، صوبے میں بجلی کے استعمال پر ٹیکس لگا سکتی ہے، صوبے کے اندر بجلی کی قیمت کا تعین کر سکتی ہے۔ اسلئے ہم عوام کے منتخب نمائندے اس صوبے کے عوام سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم ان کے آئینی اور قانونی حقوق کا دفاع ہر طریقے سے کریں گے"۔

جناب سکندر حیات خان: جناب سپیکر صاحب! دے دغه باندے زه لږے خبرے کول غواړم۔ جناب سپیکر، که ما ته موقع ملاؤ شي جي۔

جناب سپیکر: بشیر احمد بلور صاحب۔

جناب بشیر احمد بلور: ما ته اجازت دے جي؟ ما پیش کړے دے۔

جناب سکندر حیات خان: بنه جي۔

جناب بشیر احمد بلور: ډیره مهربانی، زه ډیر مشکور یمه ستاسو جي۔ دا کوم قرارداد چه.........

جناب سپیکر: دا Movers ته به فلور ورکړو او سکندر خان، تا ته به بیا روستو موقع درکړو۔

جناب بشیر احمد بلور: Moverچه خبرے اوکړی، بیا به تاسو خبرے اوکړئ۔

جناب سپیکر: او۔

جناب سکندر حیات خان: Moverچه اوکړی جي، زما پرے څه خدشات شته۔

جناب سپیکر: نن خو، تاسو ته موقع درکوؤ بیا کنه خو Moverچه خپل تقریر اوکړی نو۔ جي!

جناب بشیر احمد بلور: سپیکر صاحب! ډیره مهربانی۔ داکوم قرارداد چه عبدالاکبر خان پیش کړو جی، دا زمونږه د ټولو مشترکه قرارداد دے، هغے کښې حکومت هم، ستاسو په علم کښې دی چه چیف منسټر صاحب هم او زمونږ وزیر خزانه صاحب هم د دے ډیره مرسته کړے وه او زمونږه پوائنټ صرف دادے چه د ون یونټ نه مخکښې دا ټولے ادارے صوبے سره وے او کوم وخت چه دا ون یونټ مات شو، د هغے نه پس ټولے ادارے واپس راغلے خو صرف هغه واپډا چه هغه زمونږ د صوبے داسے ده چه څنګه شه رګ کشمیر دے نو دغه شانتے زمونږ د صوبے شه رګ دے دا واپډا، بجلئ زمونږ۔ هغه بجلی چه واپډا ته ملاؤ شوه او ټوله سنټرلائز شوه او زمونږ د صوبے هغه حقوق هم ټول مرکز ته لاړل۔ زمونږ دا خواست دے چه اوس واپډا نه شی چلولے، واپډا پرائیوټائز کوی، واپډا خلقو ته ورکوی نو دا څنګه چه بله ورځ هم مونږ دا عرض کړے وو چه د بهر نه به یوملټی نیشنل کمپنی راشی او زمونږ په ټولو وسائلو باندے به قبضه اوکړی نو هغه خبره هم چه بیا هغه د ایسټ انډیا کمپنئ په شانتے څنګه چه زمونږ وزیر صاحب هم خبره کړے وه، زمونږ ټول وسائل چه هغه کنټرول کړی نو بیا زمونږه هغه چه کوم اصل مقصد دے، زمونږ اصل چه کوم د قوم پیسے دی او مونږ په دے هم فخر کوؤ چه په مونږه خدائے ډیره مهربانی کړے ده او غرونه او اوبه ئے راکړی دی چه دا یو خپل شے په خپل لاس بل چا ته حواله کړو چه واپډا ئے نه شی کولے، زمونږ شے وو، د یونټ نه مخکښې زمونږ ملکیت وو، مونږ ته واپس کړے شی او څنګه چه ما مخکښې هم څو ځله عرض کړے دے چه هغے نه مخکښې تاسو ته به یاد وی چه دلته دا ټول ټیکسټائل ملونه دے صوبے ته راغلی وو نو یو ځل که دا بجلی مونږ ته ملاؤ شوه، زه دعوے سره وایم چه د پاکستان ټول انډسټری دے صوبے ته به راځی او سپیکر صاحب، دے د پاره ما مخکښې هم ریکویسټ کړے وو چه پکار دا ده چه مونږ دے د پاره ګورنر صاحب ته یو یادداشت هم پیش کړو او دے باندے سخت نه سخت سټینډ واخلو چه زمونږ دا بجلی مونږ ته د واپس کړے شی۔ دا زمونږ حق دے او دا زمونږ آئینی، قانونی او انسانی حق دے چه مونږ ته ملاؤ شی۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! دا قرارداد خو ما پیش کړو جي خو جناب، زه اهم خبره دا ګڼړمه جي، آرټیکل 157 څنګه چه ما په دے کښې Quote کړو جي، تاسو که هغے ته اوګورئ، ډیر جي واضح دے او زمونږ د صوبے د راتلونکی نسلونو په دے باندے دار و مدار دے جي۔ آرټیکل 157 جناب سپیکر صاحب، فیډرل ګورنمنټ ته هډو دا اختیار نه ورکوی۔ ګورئ جي، تاسو دے ته ګورئ، "The Federal Government may", جناب سپیکر، آئین کښې چه کله 'May' لفظ راشي نو دا ډیر کمزورے غوندے لفظ دے د آئین په حواله سره، تر څو پورے چه 'Shall' نه وی راغلے نو د دے دومره زیات دغه نه وی خو بیا هم مونږه که دا Consider کړو 'As a 'shall هم، "The Federal Government may in any Province" د دے wordings ته ګورئ جي،

"The Federal government may in any Province construct or cause to be constructed hydro electric", No. 1, "or thermal power installations", No. 2 & No. 3 "or grid stations for the generation of electricity"

ګورئ جي، دا دے جز ته ګورئ جي، "and lay or cause to be laid inter-Provincial transmission lines". جناب سپیکر، دوه حصے دی، یو دا ده جنریشن، ګرډ سټیشن، هائیډرو الیکټرک سټیشن، دا مرکزی حکومت کولے شي، نمبر 2، "And lay or cause to be laid inter- Provincial transmission lines." یعنی بین الصوبائی ټرانسمیشن لائن چه کوم دی، د یوے صوبے نه بلے صوبے ته چه کوم ټرانسمیشن لائن دی۔ صرف مرکزی حکومت دا دوه کاره کولے شي، ډیم یا الیکټرک سټیشن یا ګرډ سټیشن جوړولے شي او د صوبو په مینځ کښې ټرانسمیشن لائن خورولے شي یعنی اوس دا خو د مرکزی حصه شوه چه مرکز دا کار کولے شي، دے کښې نور مرکزی حکومت سره هډو څه اختیار نیشته د آئین د لاندے۔ تاسو بیا (2) کښې راشئ جي، اوس وائی "The Government of a Province may, to the extent electricity is supplied to that Province from the national grid, require supply to be made in bulk for transmission and distribution within the Province;" یعنی دا به، بجلئ ئے ورکړه، صرف جنریشن ئے اوکړو، باقی چه ټرانسمیشن لائن په صوبه کښې چه کوم دے نو This is the duty of the Provincial Government, یعنی Provincial Government will do this. بیا جي، "Levy tax on consumption of electricity within the Province;" د ټولو ټیکسونو اختیار

صوبائی حکومت سره دے۔ د دے د قیمت اختیار، د ټیکسونو لګولو اختیار په بجلئ باندے ، Consumptionباندے اختیار صرف صوبائی حکومت سره دے جی۔ بیا دوئمه "Construct power houses and grid stations and lay transmission lines for use within the Province"; هغه خو Inter Provincial وو کنه جی، Within the Province is the Provincial Government's responsibility, not of the Federal Government responsibility. بیا جی تاسو (d) ته راشئ، "Determine the tariff for distribution of electricity within the Province". یعنی Determination به هم مونږه کوؤ، ټیکس به هم مونږه لګوو، د قیمت تعین به هم مونږه کوؤ، پراونشل لائن به هم مونږه اچوؤ، نو دا خو هر څه زمونږ دی جی۔ دا آخر په کومه کهاته کښې بل خوا ته لاړل؟ واپډا خو د یو ایکټ لاندے جوړه شوے ده ، It is subordinate legislation to the Constitution. Constitution is a supreme law. It is supreme legislation and whatever the act be, if that is in contravention with the Constitution, هغه به جی ختم وی۔ هغه قانون چه د آئین سره متصادم راشی، د هغے قانون هیڅ حیثیت نشته ځکه چه دا سپریم لاء فیډرل ګورنمنټ ته To the extent of the inter Provincial transmission lines and to the extent of generating unit, اختیار ورکوی، بس باقی چه کوم دے ، اوس چه دا تاسو پرائیوټائز کړل، تاسو ورکړل نو زما دا حق څه شو؟ سبا زه ټیکس لګوم، سبا صوبائی حکومت ټرانسمیشن لائن اچوی، سبا زه به په واپډا کښې په بجلئ باندے دس پیسے ، بیس پیسے یا پچاس پیسے د دے لاندے چه ما سره اختیار دے چه هغه زه لګوم، وہ میں کہاں سے لگاؤں گا؟ جناب سپیکر! جب آپ ایک ٹھیکیدار پر بیچیں گے، جب اس سسٹم کو آپ ایک ٹھیکیدار کے حوالے کریں گے تو میں کیسے کروں گا؟ اور پھر مجھے تو یہ اختیار بھی دیا ہے کہ میں گرڈ سٹیشن بھی بنا سکتا ہوں اپنے صوبے میں، تو میں اپنے گرڈ سٹیشن کی بجلی مین ٹرانسمیشن لائن کو کیسے دوں گا، وہ تو ملکیت ہوگی ٹھیکیدار کی، وہ میری اس بجلی کو، جہاں سے میں پیدا کرتا ہوں، جو اللہ تعالٰی نے وسائل دیے ہیں ہمارے صوبے کو، یہ اللہ تعالٰی کی نعمت ہے اس صوبے کیلئے، وہ بجلی اگر آج میرے پاس پیسے نہیں ہیں، میں غریب ہوں سارے پاکستان میں لیکن کل اگر میرے پاس پیسے آتے ہیں اور میں وہاں پر بجلی بناتا ہوں تو میں وہ بجلی مین ٹرانسمیشن لائن میں کیسے ڈالوں گا، وہ تو

ٹھیکیدار کی ملکیت ہو گی، دفتر تو ٹھیکیدار کا ہو گا؟ جناب سپیکر! ہم یہ کہتے ہیں کہ جب 1958ء میں واپڈا بنا، اس وقت ون یونٹ تھا۔ ون یونٹ، یہ سارے Provinces ویسٹ پاکستان کے گنے جاتے تھے اور اس Province کا ہیڈ کوارٹر لاہور میں تھا، اس وقت دارالخلافہ ویسٹ پاکستان کا لاہور تھا۔ جناب سپیکر! اس کا دفتر اس وقت اسلئے بنا کہ یہ پراونشل سبجیکٹ ہے، اگر یہ فیڈرل سبجیکٹ ہوتا تو اس وقت دارالخلافہ کراچی میں تھا، پھر اس کا آفس کراچی میں ہونا چاہیے تھا۔ ایسٹ پاکستان، ڈھاکہ میں کیوں نہیں ہوا، کراچی میں کیوں اس کا افس نہیں ہوا؟ اس کا لاہور میں اسلئے ہوا کہ یہ صوبائی چیز تھی اور چونکہ صوبہ سرحد اس وقت ون یونٹ میں شامل تھا اور ایک ہی صوبہ تھا، اسلئے اس کا ہیڈ کوارٹر لاہور چلا گیا۔ جناب سپیکر! اب یہ Concept ہے کہ اگر یہ صوبائی نہ ہوتا، یہ مرکزی سبجیکٹ ہوتا یا مرکزی چیز ہوتی تو یہ ایک تو کراچی جو دارالخلافہ تھا، وہاں ہوتا یا پھر جب اسلام اباد بنا تو پھر اسلام آباد میں ہوتا۔ لاہور میں کیوں؟ ون یونٹ تو ٹوٹ گیا، صوبے تو بن گئے، اب آپ کی یہاں اسمبلی بھی بنی ہے، حکومت بھی ہے، گورنر بھی ہے، وزیراعلیٰ بھی ہے، پھر لاہور میں اس کی کیا تک ہے؟ اسلئے ہم سمجھتے ہیں جناب سپیکر، کہ آئین کے بنانے والوں نے اس کو بڑا Clear کیا ہے۔ اس کو بہت Clear کیا ہے، دونوں کے، Provinces کے اور فیڈرل کے، دونوں کے جو اختیارات یا دونوں کا جو کام ہے، اس کو بالکل، ایک کو (1) میں دیا ہے کہ تمہاری یہ ڈیوٹی ہے کہ تم صرف بجلی پیدا کرنے کیلئے یونٹ لگا سکتے ہو، تم Inter-Provincial ٹرانسمیشن لائن ڈال سکتے ہو، اس کے علاوہ تمارے پاس کچھ نہیں۔ اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے، وہ صوبوں کے پاس ہے۔ جو صوبوں میں بھی سٹیشن بنائے گا، وہ اس کی لائن خود ڈالے گا، اس کا ٹیرف خود مقرر کرے گا، اس کا ٹیکس خود وصول کرے گا، اس کی قیمت کا تعین خود کرے گا۔ جب آپ ٹھیکیدار کو دیں گے تو میں کیسے قیمت کا تعین کروں گا؟ تو یہ تو نہ صرف آرٹیکل (2) 161 پر ڈاکہ ہے بلکہ آرٹیکل 157 پر بھی ڈاکہ ہے۔ جب یہ نہیں ہو گا تو میں کل اگر بناؤں تو پھر وہ بھی بیچیں گے۔ اسلئے جناب سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ اس کی مخالفت نہ کی جائے کیونکہ یہ صوبے کے عوام کے مستقبل اور آنے والی جنریشن کا اب سوال ہے۔ دیکھیں جی، میں ایک بات اس ہاؤس میں آن ریکارڈ لانا چاہتا ہوں، آج آپ کو اے جی این قاضی کا کیوں نہیں مل رہا ہے؟ کیوں چیخ رہے ہیں؟ اسلئے کہ وہ خفا ہیں آرٹیکل (2) 161 پر، وہ کوشش کر رہے ہیں کہ Constitution میں کسی طرح ترمیم کر کے (2) 161 کو نکال لیں کیونکہ یہ ان کے گلے میں پڑا ہوا ہے آرٹیکل (2) 161، تو آپ اپنا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ اگر (2) 161 ہے تو آپ اپنا حق مانگ سکتے ہیں لیکن اگر آرٹیکل

(2) 161، Constitution سے چلا گیا تو پھر آپ یہ حق کس سے مانگیں گے؟ اسی لئے اگر یہ کسی ٹھیکیدار پر بیچا گیا تو آپ کا جو منافع ہے تو اس کا تعین پھر آپ آئین کے تحت نہیں کر سکیں گے، پھر Separate طریقہ اپنائیں گے۔ آپ کو پہلے تو نہیں ملیگا لیکن اگر ملیگا بھی تو آپ اس ٹھیکیدار کے ساتھ ایک نیا معاہدہ کریں گے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ نے (2) 161 سے Deviation کردی، آپ نے (2) 161 کو چھوڑ دیا، آپ ایک نئی لائن پر لگ گئے اور یہی یہ لوگ چاہتے ہیں۔ یہی یہ لوگ چاہتے ہیں کہ یہ (2) 161 سے کسی طریقے سے ہٹ جائیں تاکہ ہم اس چیز کو Re open کریں اور دوبارہ اس کے منافع کا تعین ہو، وہ دوبارہ کسی اور طریقے سے کر سکیں۔ اسلئے میں سمجھتا ہوں جناب سپیکر، کہ یہ ایک انتہائی اہم قرارداد ہے، اس کو مہربانی کر کے یہ ہاؤس پاس کر دے۔ Thank you.

جناب امانت شاہ: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: امانت شاہ صاحب۔

جناب امانت شاہ: شکریه، جناب سپیکر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ د دے زه هم Mover یم۔

جناب سکندر حیات خان: جناب سپیکر! تاسو خو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: د Mover، ما خو تاسو ته اووئیل، ټائم در کوم جي۔

جناب امانت شاہ: دا کومه خبره چه عبدالاکبرخان صاحب او بشیر بلور صاحب اوکړله، حقیقت دا دے چه زمونږه په دے صوبه کښې چونکه زمونږ مستقبل ته هم سترګے دی او آئنده د پاره، آئنده نسل د پاره هم، خو د دے صوبے مستقبل ته هم کتل پکار دی۔ مونږه که چرته اوګورو نو زمونږ چه څومره خیزونه دلته کښې پیدا کیږی نو هغه مرکز په خپل قبضه کښې اغستی دی، مثلاً تماکو دی، سس دے، ټول هغه هلته کښې ځی۔ اوس دغه یو بجلی زمونږ سره پاتے ده او په هغے هم لا جھګړے روانے دی د بجلئ په رائلټئ باندے خو بهرحال که چرے په داسے وخت کښې چه اوس د هغے هم څه فیصله کیدے شی چه اوشی او دغه وخت کښې دا پرائیوټائزیشن طرف ته لاړه شی او پرائیویټ اداره او داسے خلقو ته ورکړے شی نو اوس هم خو زمونږ لا بیا هم یو مرکز سره جنګ روان دے خو بیا به آخر مونږ د چا سره جنګ کوؤ؟ ټهیکیدار به مونږ د کوم ځائے نه راولو او کوم ځائے به هغه مونډو ځکه مونږ ته پته ده چه داسے یو ټهیکیدار شتے هم نه چه هغه د دے

صوبے کس وی یا د پاکستان وی خو خامخا ملتی نیشنل کمپنئ دی، دوئ ته به دا سپرد کیږی او دوئ ته به حواله کیږی نو په دے باندے چه څنګه عبدالاکبرخان صاحب آئینی طور باندے هم دا خبره ثابته کړله چه زمونږ صوبائی دا یو خپل حق هم دے او د دغے خپل حق د حصول د پاره به انشاء الله العزیز مونږ مستقل چه څنګه بشیر بلور صاحب خبره اوکړله یا عبدالاکبرخان صاحب خبره اوکړه، په دے کښں دوئ سره ملګری یو او چرے هم مونږه دا پرائیویټائزیشن طرف ته نه شو پریښودے۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: انور کمال خان! تاسو خو څه وئیل نه غواړئ کنه؟

جناب انور کمال: جناب والا! مونږه ئے سپورټ کوؤ جی، بالکل ئے سپورټ کوؤ۔

جناب سپیکر: او جی۔ سکندر خان شیر پاؤ صاحب۔

جناب سکندر حیات خان: جناب سپیکر! عبدالاکبرخان قرارداد Move کړو جی، دے کښں څه Portion سره زمونږه اتفاق شته۔ کوم ځائے پورے چه د نټ هائیډل پرافټ خبره ده نو زما خیال دے چه زمونږه پارټی یا زمونږه قیادت په هغه شی کښں چرته هم روستو نه دے پاتے شوے او مونږ هغے د پاره خپل پوره یو جد و جهد کړے دے خو چه نن کوم دا قرارداد دے، د دے بعضے Portions باندے زمونږه څه خدشات دی۔ جناب سپیکر! هغه یو خو دا چه عبدالاکبرخان د 161(2) باره کښں خبره چه کومه اوکړه چه دا لرے کولو څوک کوشش کوی نو عبدالاکبرخان ته دا وایو چه مونږه خو چرته دا نه دی اوریدلے او اوس چه آئین کښں ترمیم کیدلو چه کوم کښں ایم ایم اے او زمونږه الائنس ټول په مرکز کښں چه دی، یو ځائے په هغے باندے دستخط اوکړو نو هغے کښں هم چرته دا خبره رانغله چه 161(2) څوک لرے کول غواړی یا څه داسے دغه کول غواړی نو دغه خبره خو زما خیال دے چه عبدالاکبرخان که یوازے چرته اوریدلے وی نو دغه به شوے وی، نور خو چرته داسے دغه نشته جی۔ بل عبدالاکبرخان دغه طرف ته اشاره اوکړو چه د اے جی این قاضی فارمولے مطابق د Distribution cost چه ترے اوباسئ نو دا ځکه زمونږه په هغے باندے حق جوړیږی۔ جناب سپیکر! دے وخت کښں که تاسو دا دغه اوګورئ چه % 70 تهرمل باندے دغه کیږی لګیا دے، 30% چه دے هغه

په بلکه to be exact ,28%چه دے ، هغه به هائیډل باندے دغه کیږی، جنریشن دغه کیږی جی نو د دے دغه سره چه دے ، مونږه که دا دغه اوکړو او دے پیسکو طرف ته دغه اوکړو، بل دا دے چه کوم پرائیوټائیزیشن طرف ته دا عمل روان دے ، دے کښ د جنریشن چه کوم دغه دی، هغه دوئ پرائیوټائز کوی نه لګیا دی نو جناب سپیکر، مونږه که دا Distribution واخلو هم، نو زمونږه دا خدشه ده چه زمونږه صوبه هسے هم پسمانده ده، هسے هم ورسره وسائل نشته او یو دا سے یو شے چه کوم کښ هسے هم Losesدی، Line lossesدومره زیات دی، د پیسکو ټولو کښ زیات Line lossesدی دے وخت کښ، څه 34% نه زیات Line lossesدی، نو دا سے که یو دغه شے مونږه واخلو چه کوم کښ منافع نشته نو هغه به نور هم زمونږه په صوبے باندے یو Burden شی او دغه به شی۔ بل خواته چه کوم خوا ته عبدالاکبرخان خبره اوکړه چه یره زمونږه نیټ هائیډل پرافټ که دا سے وی نو Rightsبه زمونږه ختم شی نو زه دوئ سره په دے شی باندے Differکومه ځکه چه جنریشن باندے زمونږه نیټ هائیډل پرافټ دغه راځی، نو هغه جنریشن والا چه دے ، هم هغه مرکزی حکومت سره پاتے کیږی لګیا دے او د هغے خو پرائیویټائزیشن نه کیږی لګیا دے ، نو بیا ولے د مونږه دے کښ ځان دا سے یو شی کښ Involveکړو چه کوم کښ Losses او دغه موجود دی؟ بل خوا ته عبدالاکبر خان دا خبره هم اوکړه، د آئین مطابق ئے دغه اوکړو چه په Distribution باندے، په بجلئ Pricesباندے پراونشل ګورنمنټ ټیکسز لګولے شی، نو زما په دے شی کښ عبدالاکبر خان سره لږ دغه دے چه څه زه خو دا خیال کومه چه که پرائیویټ کس راشی نو هغه باندے زیات زور سره صوبائی حکومت ټیکس لګولے شی۔ که Impose کول غواړی، Imposeکولے به شی او وصول کولے به هم ترے شی۔ هغوی باندے به هغه شان دغه کولے شی۔ مونږه فیډرل ګورنمنټ نه کیدے شی هغه شانتے دغه نه شو کولے خو یو پرائیویټ کمپنی که دلته کښ راشی او هغه دغه کوی نو هغه لحاظ سره به مونږه دغه اوکړو۔ بل خوا ته جناب سپیکر، دے شی کښ دے تضاد ته هم تاسو اوګورئ چه یو خوا ته مونږه شور کوؤ چه یره مرکزی حکومت مونږ له خپل حق نه راکوی بل خوا ته مونږه دا شور کوؤ چه د واپډے نظام هم ټهیک نه دے او بیا هسے نه چه هغه پرائیوټائز کیږی چه دا نظام د بهتر شی، چه ښه انداز کښ د Consumersته بجلی ملاؤ شی نو د

هغے په لاره کښې مونږه یو رکاوټ اچوؤ نو زه خو په دے شی دغه باندے پوهه نه شومه چه دا کوم طرف ته مونږه دغه کوؤ؟ زما دا خیال دے چه په دے باندے پکار دی چه دوئ لږ بیا سوچ اوکړی او یو داسے قرارداد د راولی چه کوم متفقه طور باندے چه مونږه ټول دغه کولے شو او چه کوم سره زمونږ صوبے ته څه دغه اونه شی ځکه دا زمونږه خدشات دی چه دے سره به زمونږه صوبے ته یو نقصان رارسی او یو دغه به کیږی۔ یو داسے شے چه زه به ورته اووایم چه White elephant دے، هغه به مونږ ته راحواله شی۔ د مرکزی خو به ترے ځان خلاص شی، مونږه به دے شی سره ګهیر شو۔ هسے هم د قرضو او د دغه لاندے زمونږه صوبه چه ده، هغه شانتے دغه ده نو دا به الټا مونږه ځان له نور نقصان اوګورو جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: بشیر احمد بلور صاحب۔

جناب بشیر احمد بلور: جناب سپیکر! ما خواست کولو جی، دا شیرپاؤ خان خبرے اوکړلے جی، دوئ دوه خبرے اوکړے۔ یو دا چه Line losses زمونږ ډیر زیات دی نو زه خو په دے حیران یم چه سندھ ته مرکزی حکومت 12 billions rupees ورکړے دی Line losses cover کولو د پاره ـــــ

Mr. Speaker: Twelve.

(تالیاں)

جناب بشیر احمد بلور: 12 billion مرکزی حکومت سندھ ته ورکړی دی۔ زما خپل چه کوم آمدن دے، هغه شپږ ارب روپئ دے، هغه هم زما اولس اربه کیږی او ماته شپږ اربه روپئ نن ملاویږی او هغوی ته ئے 12 billion خالی د هغوی Line losses د پاره ورکړے دی او بل دوئ دا خبره اوکړله چه ډسټری بیوشن نو ډسټری بیوشن او هغه چه دے، دوئ خو نن پرائیویټائز کوی لګیا دی۔ دوئ خو وائی چه صرف مونږ Collection پرائیویټائز کوو نو مطلب دا دے چه یو بل سړے به راشی، هغه به ټولے پیسے Collect کوی، بیا به ئے مرکز ته ورکوی، بیا به مونږ مرکز سره جهګړه کوو نو زمونږ Point of view دا دے چه دوئ دا هم خبره اوکړی چه 28 % بجلی مونږ پیدا کوؤ هائیډل پاؤر نه نو زه خو په دے دا وایمه چه د ټول پاکستان 6 % بجلی مونږ استعمالوؤ او 28 % مونږ جوړوؤ او ټول پاکستان ته مونږ سپلائی کوؤ نو هغه مونږ ته چه دا 28 % هم ملاؤ شی،

زه وایم چه مونږ خپله صوبه کښې خپل انډسټریز اولګوؤ، څنګه چه آئینی حوالے ورکړے شوے 157 لاندے نو مونږ به خپل جنریشن اوکړو او بیا چه کوم جوړ شو نو څومره د انفراسټرکچر پیسے دی ټولے، هغه زمونږ د آمدن نه منهاء شوے دی۔ At present جی دا بالکل مفت دے۔ چه دا څوک خدشات کوی چه یره مونږ ته ملاؤ شی نو مونږ ته به White elephant ملاؤ شی، Already د دے د Infrastructure یوه یوه پیسه زمونږ د منافع نه مرکزی حکومت کټ کړے وه، دا فری مونږ ته ملاویدے شی او زمونږ حق دے۔ زمونږه بجلی د ون یونټ نه مخکښے هم مونږ سره وه، پکار ده چه مونږ ته واپس کړے شی۔ هیڅ تاوان نیشته چه الیکټرسټی زمونږه خپل لاس کښې راشی دا خو ټول عمر نه زمونږ ژړا فریاد دے چه مونږ ته بجلی زمونږ ملاؤ شی۔ د ګیس آمدن چه دے، هغه بلوچستان ته ملاویږی۔ د غنمو، د وریژو، د کپاس، د هر څه پرافټ چه دے، هغه پنجاب ته ملاویږی۔ زمونږ خو ټول عمر دا ژړا ده چه دا د مونږ ته حواله شی او زه تسلی ورکومه سکندر حیات خان شیرپاؤ صاحب ته چه انشاء الله زمونږ صوبے ته حواله شی نو زمونږ صوبه، دعوے سره وایو چه ټولو صوبو کښې به انشاء الله مالداره شی او مونږ دا کنټرول کولے شو۔ دا هیڅ White elephant زمونږ د پاره نه دے۔

Mr. Sikandar Hayat Khan: Speaker Sahib! on a point of personal explanation.

جناب سپیکر: جی۔

جناب سکندر حیات خان: بشیر خان خبرے اوکړلے جی، زما په یوه خبره باندے کیدے شی دوئ هغه شانتے دغه نه شول۔ hydle % 28 چه دے، هغه د ټول پاکستان دغه دے جی، جنریشن دغه دے۔ زمونږه صوبے کښې hydle % 28 زما خو به دا دغه وی چه 28% څه % 30 بلکه hydle % 50 زمونږ د صوبے دغه شی، زمونږه صوبے ته پکښې فائده ده خو هغه دغه چه دے، د ټول پاکستان دغه دے۔ دے وخت کښې چه زمونږ چه کومه دغه دے، هغه د دے نه ډیر کم دغه دے ځکه چه Decentralization شوے دے نو هغه کافی کم هغه دغه کیږی جی۔ بل دوئ دا خبره اوکړه چه دے سره چه دے زمونږ، دوئ صرف Collection او دغه دغه کوی لګیا دی، دوئ کوم چه پرائیویټائزیشن کوم دغه جوړ شوے دے جناب سپیکر، د دے لاندے درے درے Gencos جوړ شوے دی،

جنریشن کمپنیز چه دی، دا بیل دغه دے جی او اته Discos ډسټربیوشن کمپنیز دغه شوے دی جی۔ د هغے ټولو یو عمل روان دے۔ دے ټولو کښې اول چه دے، هغه د FESCO فیصل الیکټرک سپلائی کمپنی چه ده جی، Already د هغے پرائیویټائزیشن عمل شروع شوے دے او هغے باندے Bidding دے وخت کښې شروع دے۔ دا PESCO چه دے، هغے نه پس د هغے سیکنډ یو دغه دے نو هغه کوم چه زمونږ نه د نټ ہائیډل پرافټس هغه دغه دے، هغه شے چه دے، د هغے اثر دے باندے نه پریوځی۔ بل جناب سپیکر، زما خو خپل خیال دا دے چه د دے په ځائے مونږه دا خپله ایډجسټ کوؤ او وایو چه یره دا PESCO د مونږ ته حواله کړی او بیا مرکز مونږ ته وائی چه بس مونږه خو PESCO تاسو ته حواله کوؤ، ستاسو نټ ہائیډل پرافټس کښې مونږ دا ایډجسټ کوؤ یا څه داسے دغه کوؤ نو هغے نه به دا زیاته ښه وی چه مونږه هغه نټ هائیډل پرافټ د پاره کیس Case کړو او هغه پیسے واخلو نو خپل Infrastructure دلته کښې Build کولے شو او هغے سره دے خپلے صوبے ته زیاته فائده رسولے شو۔

جناب سپیکر: جی،جی۔ نسرین خٹک صاحبہ۔

جناب بشیر احمد بلور: جناب سپیکر! زه معافی غواړم، Personal explanation د پاره زه هم عرض کوم چه دا ما نه دی وائیلی چه دا صرف هغه۔۔۔۔۔۔

محترمہ نسرین خٹک: جناب سپیکر صاحب! ان کو کہیں کہ۔۔۔۔

جناب بشیر احمد بلور: سرا ما ریکویسټ اوکړو۔۔۔۔

جناب سپیکر: بشیر بلور صاحب،جی۔

جناب بشیر احمد بلور: Personal explanation بیا هغه خبره تیره شی، معافی غواړو۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: جناب سپیکر صاحب! مونږ خو د سکندر صاحب په دے "دغه" هډو بالکل پوهه نه شو چه دا "دغه"، "دغه" ئے پکښې کول نو هغه څنګه چل دے؟ دا څه وائی؟ (قہقہے)

جناب سکندر حیات خان: جناب سپیکر! On a point of personal explanation زه مولانا صاحب نه دا تپوس کوم چه تاسو په دے اسمبلئ کښ چه راغلی یئی نو په کوم شی باندے پوهه شوی یئی تر اوسه پورے ؟

جناب بشیر احمد بلور: جناب سپیکر صاحب! سکندر خان صاحب خبره اوکړه چه زمونږ دا خالی Collection نه دے ، ما ته هم پته ده چه Collection نه دے۔ دوئ مخکښے دا وئیل چه دا صرف Collection د پاره دے۔ دا ډیر سټری بیوشن او Collection هر څه د پاره به -------- (شور)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔جی!

جناب بشیر احمد بلور: دا هر څه به دوئ Disinvest کوی خو زما دا پوائنټ دے چه څنګه دوئ اوفرمائیل چه فیصل آباد کښ هم دا Already ډی نیشنلائز شو، پرائیوټائز شو، نو زه وایم چه فیصل آباد د اوشی، ټول پاکستان کښ د اوشی، د ټول پاکستان بجلی زما ده، دا زما حق دے چه دا مونږه ته ملاؤ شی۔ پیسکو کښ کیږی چه پنجاب کښ هر یو ځائے کیږی، که سندھ کښ کیږی، چه یو ځل دا مونږ ته خپله خپله حصه ملاؤ شی نو د دوئ بجلی چه ده، هغه د فرنس آئل نه جوړیږی، په اربونو روپئ د هغوی لګی او زما بجلی لس پیسو باندے یو یونټ جوړیږی او په ما باندے په اووه روپئ خرڅیږی او که دا بجلی ما ته ملاؤ شی، دا څنګه چه مونږ وایو چه دا اوسه پورے خو ټول پاکستان ته بجلی مونږه سپلائی کوله۔ اوس یو خپل هغه جنریشن اولګولو، هغه هم دا سے جنریشن دے چه سړے کومه خبره اوکړی، غازی بهروته دے، دا هم خدائے پاک شاهد دے چه مونږ د پاره تباهی ده خو مونږ په دے اومنل چه سبا بیا دوئ او نه وائی چه دا تاسو پاکستان کښ دغه نه کوئ۔ زما دا ریکویسټ دے سکندر خان ته چه مهربانی اوکړه، ټول پاکستان د پرائیویټائز شی، ټول پاکستان خپله بجلی نه لری، صرف زما صوبه چه ده، خپل هغه هائیډل پاؤر مونږ سره دے، بل چا سره نیشته، دا د مونږ ته ملاؤ شی، ټولو نه کم ریټ باندے مونږ ته ملاویږی، دا ټولے کارخانے به زما صوبے ته راشی۔ زما صوبه کښ به غربت ختم شی۔ دا خواست دے، دا ریکویسټ به ورته اوکړو چه دا مونږ سره Unanimous د پاس کړے شی۔

جناب سپیکر: نسرین خٹک صاحبہ۔

محترمہ نسرین خٹک: جناب سپیکر صاحب! اوس دوہ پوائنٹس راغلل۔ اول خو عبدالاکبر اوونیل چہ دا د رب ذوالجلال د طرف نہ زمونږ د صوبے د پارہ یو نعمت دے نو دا تاسو ولے ، دوئ وړاندے کوی چہ مونږ کفران نعمت کوؤ۔ الحمد للّٰہ د علمائے کرام حکومت دے ، دوئ بہ دا ثابتہ ہم نہ شی کړلے چہ پرائیویټائزشن پہ وجہ مونږ دا بجلی سیند کښ غورځوؤ۔ پرائیویټائزشن خو یو گلوبلائزیشن ، بین الاقوامی تقاضے بہ مونږ مد نظر ساتو ، ھغے پہ وجہ سروسز ښہ کیږی او چہ سروسز ښہ کیږی نو Constitution پہ حوالے کښ Basic human rights والا پاسداری کیږی۔ مونږ چہ دلتہ راغلے یو ، Elected representatives یو، مونږ سرہ بہ عوام بیا سوال و جواب کوی۔ یو "پرائیویټائزیشن" لفظ مو واوریدو او "شیر آیا ، شیر آیا" مونږ تہ خو د ھغہ شق ہم نہ دہ پتہ۔ دا پرائیویټائزیشن کیدے شی چہ یو ډیر Positive step وی، مونږ تہ دا Memorandum of understanding ہم مخے تہ نہ دے راغلے او مونږہ یو عجیبہ تاثر پیش کوؤ۔ ټولو نہ لویہ دا خبرہ دہ چہ پہلے سمجھو ، سیکھو او پھر بولو۔

Mr. Speaker: Thank you. Janab Abdul Akbar Sahib!

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر صاحب! ډیر انتہائی او اہم نکات دلتہ کښ اوچت شو جی۔ میں جی ذرا ایک چیز کی وضاحت کروں کہ میں بار بار یہ کہتا ہوں کہ Constitution میں جب لفظ آتا ہے تو اس کا ایک ایک لفظ کتنی کتنی دفعہ تول کر رکھا گیا ہے۔ اب یہ Constitution میں نہ Gross profit ہے، نہ Profit ہے، It is net profit جو Word ہے آئین میں، وہ 'Net profit' ہے۔ 'Net profit' کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ سارا، سارا، سارا خرچہ نکال کر جو بچتا ہے یعنی جو خرچہ نکال کر جو بچتا ہے یعنی جو چیز آپ پر Due نہیں ہے، وہ سب نکال کر اس کو 'Net profit' کہتے ہیں اور اسی لئے اے جی این قاضی صاحب نے تو یہاں تک کہ وہ ٹیکسز بھی اس میں Include کر دیئے، تو یہ Net profit ہے، اس میں ڈسٹری بیوشن اور ٹرانسمیشن لائن، میں اپنی بہن سے عرض کرنا چاہتا ہوں، ہم یہ نہیں کہتے، ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ ہماری ملکیت ہے، ہمیں دو۔ پھر ہم پرائیویٹائز کریں یا اس کو خود چلائیں یا اس کیلئے کوئی کنسورشیم بنائیں لیکن چیز تو ہماری ہے۔ ہم تو پیسے دے چکے ہیں جناب سپیکر، اس کے، تو ہماری ملکیت کو دوسرے آدمی کیسے بیچ سکتے ہیں اور اس کے پیسے لے سکتے ہیں؟ ہاں ہماری

ملکیت ہے، دے دو اس صوبے کو، یہ صوبہ چاہے پرائیویٹائز کرے، صوبہ چاہے خود رکھے، صوبہ چاہے لیز پر دے دے، جس پر بھی دے دے لیکن ہے تو ہماری ملکیت۔ ہم اپنی ملکیت کسی اور کو کیوں دے دیں جناب سپیکر؟ Thank you.

(تالیاں)

جناب سکندر حیات خان: جناب سپیکرا! زه پوائنټس دغه کول غواړم جی، ډیر اهم۔ زه د عبدالاکبر خان ډیر مشکور یم چه هغوی پخپله دا شے Explain کړلو چه Net hydle profit دے جی۔ 'Net' دا مطلب دے چه Cost او دغه به ترے ټول اوباسئ، Constitution لاندے 'Net' چه دے ، هغه زمونږه حق دے۔ دوئ چه کوم طرف ته دغه کوی لګیا دی چه یره دا ټول د Infrastructure او دغه چه دغه شوے دے که دا Gross profit وو نو بیا به زمونږه حق جوړیدو، بیا به دغه کیدلو خو چه Net دوئ کله خبره اوکړی نو د دے دا مطلب دے چه دا Cost او دغه به ترے بیل شی، هغے نه علاوه چه کومه حصه پاتے شی، هغه زمونږ حق شو۔

جناب سپیکر: آرټیکل 157 باره کښ تاسو څه وایئی؟

جناب سکندر حیات خان: هغے کښ دا دغه دے۔ بل اے جی این قاضی فارمولا هم که تاسو اوګورئ نو هغے کښ هم نټ چه دے -------

جناب سپیکر: دوئ د آرټیکل 157 -------

جناب سکندر حیات خان: د هغے Description ورکړے شوے دے جی۔ آرټیکل 157 لاندے چه کوم دغه دے ، هغے باندے زه دا دغه کومه جناب سپیکر، چه هغے کښ دا ده چه ټیکس لګولے شئ تاسو په دغه باندے د بجلئ دے دغه باندے هغه خو ما مخکښے Explain کړل چه جی Private consumer راغے یا پرائیویټ یو پارټی راغله نو هغه به تاسو زیات بنه انداز سره هغے باندے ټیکس لګولے شئ او دغه به کولے شئ۔ دے وخت کښ خو فیډرل ګورنمنټ دغه دے ، په هغے باندے به تاسو هغه شانتے ټیکسیشن دغه نه شئ کولے۔

جناب سپیکر: تاسو جی هغه بله ورځ نه وئ، د دے د ټرانسمیشن لائن باندے ، په دے باندے چه نور ډیمونه په صوبه کښې کوم جوړیږی، ډیر Deliberation شوے وو چه دا ټرانسمیشن لائن پرائیویټائز شی، سبا به ما ته وائی چه ته ورته نه شے غورځولے بجلی، دے باندے ډیر لوئے Deliberation شوے دے ، ډیر۔ داسے چل دے چه په دے موضوع باندے هغه بله ورځ ډیر لوئے بحث شوے دے ، هاؤس کښې دا Consensus وو چه په دے سلسله کښې د یو متفقه قرارداد راوړلے شی، هغه ئے نن پیش کړے دے۔ ما سره بله لار نیشته دے چه زه ئے هاؤس ته پیش کړمه۔ Is it the desire of the House that the joint resolution, moved by Hon'ble Members M/S Abdul Akbar Khan, Bashir Ahmed Bilour, Anwar Kamal Khan and Amant Shah sahib, may be passed? Those who are in favour of it, may say 'yes'.

Voices: Yes.

Mr. Speaker: Now those who are against it, may say 'No'.

Voices: No.

جناب سپیکر: Those who are in favour of it, پلیز وہ اپنی جگہوں پر کھڑے ہو جائیں اور سیکرٹری سے استدعا ہے کہ انکو گن لیں۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: جناب سپیکر صاحب! فیصله دا اوشوه چه واپډا د مونږ ته حواله کړی، صوبه سرحد ته او "دغه، دغه" د حواله کړی شیرپاؤ صاحب ته۔

جناب سپیکر: ښه کښینئ تاسو۔ څوک چه د دے ریزولیوشن خلاف دی، هغوی د په خپلو ځایونو باندے اودریږی۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

Mr. Speaker: Please. Sixty seven in favour and Nine votes are against. The 'Ayes' have it. The resolution is passed as per majority.

(Applause)

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکرا! زه شکریه ادا کوم د ټول آنریبل ممبرز چا چه مونږ ته ووټ راکړو او هغه چا چه را هم نه کړو، د هغوی هم شکریه ادا کومه چه هغوی به په دے سوچ اوکړی، بل ځل به ئے را کړی۔

جناب امانت شاہ: جناب سپیکر! مونږ د ټول هاؤس شکریه ادا کوؤ۔

مسئلہ استحقاق

Mr. Speaker: Item No. 4. Mr. Jamshed Khan, MPA to please move his privilege motion No. 908 in the House. Janab Jamshed Khan Sahib!

جناب جمشید خان: شکریہ، جناب سپیکر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ --------- (شور)

Mr. Speaker: Order please, order please.

جناب جمشید خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ، جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! "22 ستمبر 2003 کو میرے ایک توجہ دلاؤ نوٹس پر جو کہ اسلحہ لائسنس کے اجراء پر پابندی ختم کرنے کے بارے میں تھا، حکومت نے فلور آف دی ہاؤس پر بیان دیا تھا کہ اسلحہ لائسنس پر کوئی پابندی نہیں ہے اور ہر ضلع کا ڈی سی او ہر مہینے بیس لائسنس جاری کر سکتا ہے، جو کہ حقیقت کے خلاف ہے۔ جناب والا! اس اسمبلی کے سیکرٹریٹ کی چٹھی نمبر 64-33840 مورخہ 17-12-2003 میں وضاحت کی گئی ہے کہ اس اسمبلی کا ہر معزز ممبر چار عدد فری لائسنس کا حقدار ہے جبکہ صوبائی محکمہ داخلہ سے رابطہ کرنے پر وہ صرف ایک عدد فری لائسنس جاری کرنے کا کہتے ہیں، جس سے ممبران کا استحقاق مجروح ہوتا ہے، لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔"

جناب سپیکر! دا ما چه کوم خپل مخکښے توجه دلاؤ نوټس پیش کړے وو، هغه د ممبر متعلق نه وو جی، هغه د عامو خلقو د لائسنس متعلق وو او د لته مونږ ته دا یقین دهانی را کړے شوے وه چه بیس لائسنسونه ډی۔سی۔او ورکولے شی خو حقیقت کښې یو هم نه شی ورکولے۔ ډی۔سی۔او یو عام سړی ته لائسنس نه ورکوی، هغه چرته کمپنو والا ته ورکوی یا څه دغه کسانو ته یا ریټائرډ فوجیانو ته ورکوی۔ عام سړی ته لائسنس نه شی ورکړے کیدے او دغسے ممبر د پاره چه د کوم څلور لائسنسونو اجازت دے، په دغه کښې دی زمونږ د پاره، هغه هم نه ورکوی، صرف یو لائسنس ورکوی۔ زه دا درخواست کوم چه دا استحقاق کمیټۍ ته حواله شی چه په دے باندے پورا Deliberation او شی۔

جناب سپیکر: جناب سراج الحق صاحب۔

محترمہ غالبہ خورشید: سپیکر صاحب! میں اس پہ کچھ بولنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: اسی پہ؟

محترمہ غالبہ خورشید: اسی پہ۔

جناب سپیکر: اچھا۔

محترمہ غالبہ خورشید: اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے ہمیں ایک لیٹر ملا تھا کہ "Free four non-prohibited bore license for Members of Provincial Assembly" اسی سلسلے میں تمام ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسرز کو بھی لیٹر ایشو کیا گیا تھا کہ تمام ممبرز جو کہ Willing ہیں اس سلسلے میں اور جو لائسنس لینا چاہتے ہیں، ان کو یہ لائسنس دیئے جائیں لیکن دو تین دن پہلے جب میں نے رابطہ کیا تو انہوں نے مجھے یہ کہا جی کہ اس سلسلے میں فیڈرل گورنمنٹ کی پالیسی ہے کہ ان لوگوں کو یا پاکستان کے تمام شہریوں کو ایک لائسنس دیا جائے گا تو مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ جب اسمبلی سیکرٹریٹ ایسے لیٹرز ہمیں ایشو کرتا ہے تو کم از کم پہلے اس کو خود یہ بات سوچ لینی چاہیے کہ آیا جو وہ لیٹر زدے رہے ہیں، کیا ان کے اوپر عملدر آمد ہو گا بھی کہ نہیں؟ (تالیاں) کیونکہ ہم بھی گورنمنٹ کا ایک حصہ ہیں، Already میں بیٹھی ہوئی ہوں یا اپوزیشن سائڈ پر ہوں لیکن اس سلسلے میں جب ہم لوگ وہاں پہ جاتے ہیں تو ہمیں بہت سبکی ہوتی ہے کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ جی ان لیٹرز پہ عملدر آمد نہیں ہو سکتا جب تک کہ ہمیں فیڈرل گورنمنٹ اجازت نہیں دیتی تو براہ مہربانی اس سلسلے میں میں منسٹر صاحب سے جواب چاہوں گی کہ ایسے لیٹر زدینے سے کم از کم پہلے وہ خود یہ سوچ لیں کہ ایسے لیٹرز جو ہم دے رہے ہیں، اس پہ عملدر آمد ہو گا کہ نہیں؟ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب سراج الحق صاحب۔

جناب پیر محمد خان: سپیکر صاحب! لږ ریکوئسټ کومه جی۔ دا پریویلج ایکټ دے، په دے کښې دا تاسو خپله کتلے دے، دا زاړه خو پرے ټول پوهه دی، دا نوے هم، د دوئ څه تقریباً کال یو نیم اوشو، قابو کیری، په دے کښې جی دا ایډیشنل پریویلج دے، دے کښې ئے لیکلی دی، "A Member shall be entitled to:" بیا (b) تاسو اوګورئ۔ "Licences for four non prohibited bore weapons free of fee during his life time." یعنی زندګی بهر د دے د پاره دا فری دے نو چه دا ایکټ د دے اسمبلئ دے، د اسمبلئ په ایکټ باندے به داسے څوک وی چه هغه پرے عمل نه کوی؟ په دے

اسمبلئ کښې ایکټ پاس شی، قانون پاس شی او هلته بهر په هغے باندے عمل نه کیږی نو دے ته بیا ضرورت څه دے ؟ مونږه څه له دا ایکټونه پاس کوؤ ؟ دلته څه له قانون سازی کیږی؟ قانون سازی چه کیږی، په هغے به ټهیک عمل کیږی۔ که عمل پرے نه کیږی نو بیا قانون سازی مه کوئ۔ باقاعده دا ایکټ دے او دا پابندی ده، دا لازم ده چه دا به کوی۔ څوک چه نه کوی، د هغه خلاف کارروائی پکار ده۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: امان اللہ حقانی صاحب۔

مولانا امان اللہ حقانی: جناب سپیکر صاحب! دے کښې د ټولو نه بله افسوسناکه خبره دا ده چه لائسنس کوم یو ایشو کوی نو هغه صرف د این۔ډبلیو۔ایف۔پی د پاره وی۔ پنجاب ته چه مونږ ئے اوړو، بیا هغه لائسنس کارآمد نه وی نو دا هم چه دا اسمبلئ ممبر وی او هغه صرف په صوبه کښې اسلحه ګرځولے شی او که د پاکستان بلے صوبے ته ځی، نو په دے باندے جناب سپیکر صاحب، غور کول پکار ده۔

جناب سپیکر: جی، سراج الحق صاحب!

جناب سراج الحق {سینیئر وزیر (خزانہ)}: بسم الله الرحمن الرحیم۔ قابل احترام سپکر صاحب! جمشید خان چه د اسلحے لائسنس په باره کښې خپله خبره کړے ده او مطالبه ئے کړے ده چه دا د استحقاق کمیټئ ته حواله شی، مونږه هم داغواړو چه د دے اسمبلئ د ممبرانو حقوق محفوظ وی۔ دوئ ته چه کوم مراعات وی، هغه د ملاؤ وی۔ حکومت د دے Favour کښې دے چه دا مسئله د استحقاق کمیټئ ته حواله شی۔

(تالیاں)

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that privilege motion moved by hon'ble Member, Jamshed Khan, may be referred to the Privileges Committee?

(The motion was carried.)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The privilege motion is referred to the Privilege Committee.

جناب جمشید خان: شکریہ، جناب سپیکر۔

سید قلب حسن: پوائنٹ آف آرڈر، سر۔

جناب سپیکر: جی، سید قلب حسن صاحب۔

سید قلب حسن: ډیره مهربانی، سر۔ جناب سپیکر صاحب! پرون هم ما کوهاټ هسپتال په باره کښې څه ګزارشات کول غوښتل خو وزیر صحت وو نه۔ هغه وجه نه هغه شے زه نن لږ غوندے پیش کومه۔ 242 کنال باندے د کے۔ډی۔اے هسپتال دے او تقریباً انیس کروړ روپئ وربان دے خرچه شوے ده او هغه هسپتال که جی تاسو اوګورئ نو سړی ته افسوس راځی چه هغه هسپتال ته لاړ شی۔ هغے باندے اوس Objection دا دے سر، چه روزانه هغه ځائے کښې چه کوم Patients راځی، هغه پشاور ته ریفر کیږی۔ منسټر صاحب سره مادوه درے ځله د دے په باره کښې خبره هم کړے وه۔ تاسو یقین اوکړئ چه هر هفتے یو کس د ډاکټرانو د غیر موجودګئ په وجه، د هغوی توجه نه ورکولو په وجه هغے ځائے کښې وفات کیږی۔ دے کښې زما ګزارشات دا دی سر، چه دے کښې کافی مشینری ده چه هغے باندے تقریباً ساړهے تین کروړ روپئ خرچ شوی دی، هغے کښې Majority مشینری چه کوم ده، هغه استعمال شوےهم نه ده او هغه خرابه شوله۔ خصوصاً A.T.T انتهائی قیمتی مشین دے او تر اوسه پورے په هغه ځائے کښې پروت دے۔ مانیټرز هغه ځائے کښې خراب دی۔ دوئ چه کوم ایک سو پچاس بنچز ورکړی دی، هغه ټوټل ناقابل استعمال دی۔ منسټر صاحب ته ما دوه درےځله ګزارشات اوکړل چه منسټر صاحب هنګو ته هم لاړ شی، کرک ته هم لاړشی۔ ما ورته دا ریکوئسټ کړے دے، تاسو یو ځلے بریک اوهئی، په پورا جنوبی اضلاع کښې دا واحد هسپتال دے۔ زمونږ دا ریکوئسټ دے که تاسو دے ته توجه ورکړئ، انیس کروړ روپئ خرچه وربان دے شوے ده نو پیښور ته چه د پاړا چنار نه، میران شاه نه، ټل نه کوم خلق راځی، دا به پیښور ته نه راځی۔ دلته به هم دوئ ته مسائل نه وی، هغه ځائے کښې به هم او دلته به رش هم کم شی او مونږه ته به هم آسانتیا شی خو د دے په باره کښې د دوئ څه اووائی۔

جناب سپیکر: وزیر صحت صاحب! دوئ پرون دا نکته اوچته کړے وه، تاسو چونکه موجود نه وئ، ما وئیل چه منسټر صاحب راشی نو--------

جناب عنایت اللہ (وزیر صحت): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب سپیکر: د دورے تاریخ ورته اوښایه چه کله ورځے په کوہاټ باندے؟ تاریخ مه ښایه، هسے پرے چهاپه اولګوه۔

وزیر صحت: اچانک وزټ مے سپیکر صاحب، یو ځل کړے وو۔ د دوئ د والد صاحب فاتحے له تلے وومه او اچانک وزټ مے یو ځل کړے وو۔ حقیقت دا دے چه د هسپتال د مخکښے نه څه داسے پلاننګ شوے دے مختلفو ځایونو کښ چه Cities کښ مخکښے نه هسپتالونه جوړ وو، چه کوم ځائے کښ اربن سنټرز دی او هلته پاپولیشن دے، خلق راځی، هسپتالونو ته ورځی، پلاننګ داسے شوے دے چه هسپتالونه ئے په مختلفو ځایونو کښ د ښارونو نه بهر ویستلی دی۔ لکی کښ هم دا چل شوے دے، ښار نه ئے بهر ویستلے دے، لرے یو ځائے کښ ئے جوړ کړے دے۔ دا څیز په کرک کښ هم شوے دے، د کرک د ښار نه ئے بهر ویستلے دے۔ دلته هم دا څیز شوے دے چه په سټی کښ یو هسپتال پاپولیشن ته نزدے دے۔ دا ئے د آبادی نه لرے وړے دے۔ په دے وجه ما د هغے وزټ کړے وو او دا هسپتالونه Divide دی۔ یو کے۔ډی۔اے هسپتال دے او یو بل دے هلته نو دا دواړه د یو بل نه لرے لرے دی۔ څه سټاف هلته دے او څه سټاف دلته دے۔ دا یو ډی۔ایچ۔کیو دے، د دے د پاره بیل سټاف نه دے Sanction شوے، دواړه سټاف Divide دی۔ مردان کښ هم دا مسئله ده چه هلته مردان میډیکل کمپلیکس جوړ شوے دے، هلته ډی۔ایچ۔کیو مردان دے۔ د ډی۔ایچ۔کیو مردان سټاف ئے په دوه حصو کښ تقسیم کړے، نیم ئے MMC ته لیږلے دے او نیم ئے مردان ډی۔ایچ۔کیو کښ دے نو دا صوررتحال دلته هم دے لکه دا Fully functional شوے په دے وجه نه دے او مختلفو هسپتالونو کښ دا صورتحال دے چه یو لوئے بلډنګ جوړ شوے دے، هغه کښ ډیر زیات Equipments دی او هغے ته فل سټاف نه دے ورکړے شوے۔ په دے وجه زما به دا درخواست وی چه زه به وزټ هم اوکړم که دے شته سټاف کښ څه Deficiencies وی، ډاکټرز نه وی، هغه ډاکټران به مونږه Provide کړو۔ دے کښ بیا مونږ کومه حده پورے شته سټاف کښ Functional کولے شو، په دے باندے به هم سوچ اوکړو او په دے باندے به زه او ایم۔پی۔اے صاحب کښینو چه د دے د پاره Further سټاف Sanction کړو یا څه لار داسے اختیار کړو چه دا هسپتال مونږه Fully utilize

کړو او د دے پورا چه کوم Best capacity ده، هغه په پورا انداز باندے Functional شی۔

سید قلب حسن: جناب سپیکر صاحب! دے کښ چه کومه اهم مسئله ده، هغه ځائے کښ بالکل میډیسن نیشته۔ منسټر صاحب یو ځل وزټ کړے وو، مونږ له د هغه ځائے د پاره څه فنډز هغوی راکړی وو۔ څومره پورے هسپتال ته۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: هغه تاسو به ورسره کښینئ چه څه کیدے شی، هغوی وائی چه Possible به وی۔

سید قلب حسن: ٹھیک شوه جی۔ ډیره مهربانی جی۔

جناب سپیکر: آئٹم نمبر 6۔ څه چل اوکړو کال اټینشن نوټسے واخلو او که په ADP بحث شروع کړو؟

جناب عبدالاکبر خان: ایډجرنمنټ موشن واخلئ، په ایجنډا باندے راغلے دے۔

تحاریک التواء

Mr. Speaker: Item No. 5. Mr. Abdul Akbar Khan, MPA, to please move his Adjournment Motion No. 321, in the House. Mr. Abdul Akbar Khan, MPA.

جناب عبدالاکبر خان: تھینک یو، جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! "کارروائی روک کر وفاقی وزیر خزانہ کی اس بات پر بحث کی اجازت دی جائے جو کہ روزنامہ "نیوز" میں شائع ہوئی ہے۔ اس خبر کے مطابق وفاقی حکومت گزشتہ چھ مہینوں میں ستانوے ارب روپے غربت کے خاتمے کی سکیموں پر خرچ کر چکی ہے،اس رقم میں ہمارے صوبے کے تیرہ ارب روپے آبادی کی بنیاد پر بنتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ ہمارا صوبہ پاکستان میں سب سے غریب صوبہ ہے اور ہمارے صوبے کو ایک پیسہ بھی نہیں ملا ہے۔ چونکہ ہمارے صوبے کو اس میں اپنا حق نہیں ملا ہے اور عوام میں بے چینی پیدا ہو رہی ہے،اسلئے کارروائی روک کر اس پر بحث کی اجازت دی جائے"۔

جناب سپیکر! په اسمبلئ کښ فنانس منسټر پخپله باندے On the floor of the House، دا هم نه چه ګڼی یو خبر دے، په فلور آف دی هاؤس وائی، "The

Finance Minister to another question informed the House that over 98 billion rupees have been spent on various projects under 'Poverty Alleviation Programme during the first half of the current financial year"

یعنی گزشتہ گزرے ہوئے چھ مہینوں کے دوران اٹھانوے ارب روپے غربت کے خاتمے کے پراجیکٹس پر خرچ ہوئے۔ یہ اچھا موقع ہے کہ فنانس منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ اٹھانوے ارب روپے پاکستانی عوام کی غربت کے خاتمے پر لگے ہوں گے۔ ہم بھی پاکستان ہی کے عوام ہیں اور ہمارا بھی اس پاکستان کے وسائل میں حصہ ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ ہمارا صوبہ پاکستان میں سب سے زیادہ غریب ہے، ہمیں زیادہ دے دو لیکن اگر 13.82 % کے حساب سے اسی اٹھانوے بلین میں تیرہ ارب روپے اس صوبے کی غربت کے خاتمے کیلئے ہمارا حق بنتا ہے۔ فنانس منسٹر صاحب بیٹھے ہیں، ہم ان سے وضاحت چاہتے ہیں کہ ان تیرہ ارب روپے جو ہمارے صوبے کا حصہ بنتے ہیں، چھ مہینے جو گزر چکے ہیں، اس میں ہمارے صوبے کو کتنے ملے؟ کیا تیرہ ارب ملے، بارہ ارب ملے یا کچھ نہیں ملا؟ اگر کچھ نہیں ملا تو پھر ہم بولیں گے۔ اگر تیرہ ارب ملے ہیں تو پھر ہم نہیں بولیں گے۔

جناب بشیر احمد بلور: سپیکر صاحب! ما تہ اجازت دے؟

جناب سپیکر: جی۔

جناب بشیر احمد بلور: سپیکر صاحب! خنگہ چہ عبدالاکبر خان خبرہ اوکڑہ د 'Poverty alleviation'، دے کبن خو اربونہ روپئ دی خو ستاسو بہ یاد وی، زما خیال دے یو میاشت مخکبنے میٹنگ شوے دے اسلام آباد کبن، ECNEC meeting ورتہ وائی چہ ھغے کبن د Billions کومے منصوبے دی، ھغہ پہ ټول پاکستان کبن Distribute کیږی، ھغہ Accept کیږی۔ چہ ھغہ منصوبو باندے کار اوشی نو 85 billions کبن زمونږہ د صوبے یو ټیډی پیسہ، ایکنک کبن زمونږ د صوبے یو سکیم نہ وو۔ سپیکر صاحب! بدقسمتی دا دہ چہ ټول عمر نہ چہ کلہ نہ دا پاکستان جوړ شوے دے، مونږہ ژړا فریاد کوؤ چہ زمونږ صوبے تہ حق ملاؤ شی۔ مونږ ھم مسلمانان یو، پاکستانیان ھم یو، پښتانہ ھم یو خو مونږ سرہ ھغہ میرینئ مور پہ شانتے حساب کتاب کوی او مونږ تہ څہ نہ راکوی۔ سپیکر صاحب! د Poverty alleviation د پارہ 13 billion rupees چہ راغلے وی، د سټیټ بینک تاسو ھغہ رپورټ اوګورئ، ھغے کبن دا لیکی چہ پاکستان کبن ټولو نہ غریبہ صوبہ چہ دہ نو ھغہ زمونږہ صوبہ دہ او بیا مونږ خیرات د چا نہ نہ

غواړو، خپل حق غواړو۔ حق هم مونږ ته نه راکوی نو سپیکر صاحب، زما به دا خواست وی فنانس منسټر ته، دوئ ته به اطلاع هم وی چه دا پیسے راغلے دی او چرته Distribute شوے دی۔ پکار دا ده چه نه وی راغلے نو مونږ به بیا یو احتجاج داسے اوکړو، زما به دا خواست وی چه مونږ ته فنانس مسنټر صاحب Detail اوښائی که هغے کښې مونږ ته څه ملاؤ شوی وی او دلته څه خرچه شوے وی، هغه به مونږ ته اوښائی چه چرته شوے دی او که نه دی شوے؟ زما به دا خواست وی، عبدالاکبر خان پلیز، زما به دا خواست وی خپل دے ټولو مشرانو رونړو ته او حکومت ته هم چه مونږ یو Token stike اوکړو او بهر اوځو د هاؤس نه او بیا احتجاج اوکړو او ورته اووایو چه خدائے رسول اومنئ زمونږ چه کوم حق دے، هغه د مونږ ته خا مخا ملاؤ شی۔

جناب اکرام اللہ شاہد: جناب سپیکر صاحب! زه د عبدالاکبر خان صاحب او د بشیر بلور صاحب د دے تجویز تائید کومه جی او دا یقینی خبره ده چه مونږه پاکستانیان یو، پاکستانی شهری یو او مسلمانان یو الحمدللّٰه او په دے وفاقی وسائل کښې زمونږه

برابر حصه ده نو مونږ د هغه حق د پاره باقاعده ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب بشیر احمد بلور: جرم مو صرف دا دے چه پښتانه یئی بس۔

جناب سپیکر: جناب سراج الحق صاحب۔

جناب خلیل عباس خان: سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: اوشو کنه یره، مطلب دا دے چه دا ایډمټ شوے خو نه دے کنه۔ خلیل عباس خان!

جناب خلیل عباس خان: سپیکر صاحب! هغه سیکټر جی د دے که تاسو ته یاد وی، زما په دے باندے یو، دوه، درے سوالونه هم راغلی وو جی او زمونږ د کالام نه دا ملګرے معزز ایم پی اے صاحب چه دے، هغوی دا وئیلی وو چه دا مواد تهٔ د کوم ځائے نه راوړے او دا تهٔ څنګه خبره پیش کوے جی؟ دلته د Poverty alleviation متعلق سیکټر او نورو سیکټرو په باره کښې زما سوال وو او ما ته جواب دا وو چه د Ministry of Sports and Culture نه د دے معلومات اوشو نو داسے څه مد کښې پیسے نیشته۔ ما ته Written جواب ملاؤ شوے دے د هغے او ما بیا په اسمبلئ کښې په هغے خبره هم

کړے وه جی. دا هغه مد دے چه د دے نه زمونږ صوبائی محکمے هډو د سره خبر نه دی چه په مرکز کښې به چا سره خبره کوی او چا نه به خپل حق اخلی او څه زمونږ Share دے جی؟

جناب سپیکر: جی، سراج الحق صاحب۔

سینئیر وزیر (خزانہ): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محترم سپیکر صاحب! پرسوں بھی مرکز میں ہمارا اجلاس تھا، جس کو خود جناب وزیراعظم، ظفراللہ جمالی صاحب Chair کررہے تھے اور جب گوادر بندرگاہ کیلئے نئی سڑک کی بات کی گئی اور اس کے ساتھ ساتھ ایک نئی ریلوے لائن کی بات کی گئی اور اس کے ساتھ ساتھ ایمرجنسی کے طور پر وہاں وسیع وعریض ایک پروگرام بنانے کا انہوں نے علان کیا تو میں نے اس وقت بھی یہ بات کی۔ کہ بہت ساری لائنز آپکی منتظر ہیں، بہت سارے گودار کی طرح دیگر علاقے آپکے منتظر ہیں۔ جناب جمالی صاحب نے مجھے جواب دیا کہ میں تو ایک ہی لائن جانتا ہوں اور وہ لائن مسلم لیگ کی ہے۔ میں نے کہا کہ میں مسلم لیگ کی بات نہیں کررہا ہوں، آپ پورے ملک کے وزیراعظم ہیں۔ میں سب کیلئے بات کررہا ہوں اور اسی بنیاد پر انصاف اور عدل کا طالب ہوں۔ بنیادی بات یہ ہے کہ چھپن سالوں سے بعض علاقوں کے ساتھ ایک مخصوص طرز عمل ہے اور اسی کی بنیاد پر کچھ علاقے ترقی کر گئے ہیں اور اسی کی بنیاد پر کچھ علاقے پیچھے رہ گئے ہیں۔ میں نے گزشتہ دنوں اعداد وشمار کی روشنی میں صوبہ سرحد اور باقی علاقوں کی فی کس ماہانہ آمدنی کی جو ساری Details پیش کی تھیں، تو اس طرح بات نہیں تھی کہ پانچ، چھ مہینوں میں اسکا نتیجہ یہ نکل آیا ہے بلکہ ہوا یہ کہ اگر صدر صوبہ سرحد سے بھی رہے ہیں، غلام اسحاق خان صاحب کا تعلق صوبہ سرحد ہی سے تھا، ضیاء الحق صاحب کا ڈومیسائل پشاور ہی کا تھا، جنرل ایوب خان کا تعلق صوبہ سرحد سے ہی تھا، یحییٰ خان صاحب کا ڈومیسائل بھی صوبہ سرحد سے تھا اور پشاور ہی سے تعلق تھا لیکن اسکے باوجود بھی صوبہ سرحد مسلسل غربت کے گڑھے میں نیچے کی طرف جارہا ہے۔ میں اس چیز پر حیران ہوں کہ اٹک کا پل کوئی آفیسر یا کوئی وزیر کراس کرتا ہے اور وفاق میں چلا جاتا ہے، چاہے وہ صدر ہو یا وزیر ہو یا کوئی بھی ہو، اسکا Attitude تبدیل ہو جاتا ہے۔ اب اس بات پر سوچنے کی ضرورت ہے کہ آخر کیا وجوہات ہوتی ہیں، یعنی وہاں بھی وہ پشتو بولتے ہیں لیکن پشتو میں پھر وہ صوبہ سرحد کی بات نہیں کرتے۔ آج بھی بہت سے فیڈرل ڈیپارٹمنٹس میں ایسے لوگ ہیں جو صوبہ سرحد سے تعلق رکھتے ہیں لیکن جب بھی میٹنگز میں کوئی حساب کتاب کی بات آتی ہے تو ان کے تیور اور رویہ بالکل

مختلف ہوتا ہے۔ میں چاہونگا کہ عبدالاکبر خان صاحب اور جناب بشیر احمد بلور صاحب نے آج جو کوئسچنز اٹھائے ہیں کہ غربت کی مد میں وفاقی وزیر خزانہ نے جو اعلان کیا ہے اگر یہ Amount یہاں پر آجاتی تو اگرون پرسنٹ نہیں تو عشاریہ Something سے ہماری غربت میں کمی آجاتی، اسکا صاف مطلب یہ ہے کہ یہاں پر نہیں آئی ہے اور جس طرح بشیر صاحب نے فرمایا کہ بجلی کے Losses پورا کرنے کیلئے کنڈے ڈالتے ہیں یعنی سب سے زیادہ کراچی میں لوگ کنڈے ڈالتے ہیں، یہاں آکر وہ ہم پر غصہ کرتے ہیں کہ جناب، آپ لوگ کنڈے بہت ڈالتے ہیں۔ کنڈا سسٹم کو ہم کبھی پسند نہیں کرتے لیکن سب سے زیادہ ان کے اعداد و شمار کے مطابق کراچی میں ہیں لیکن جو سب سے زیادہ بجلی چوری کرتے ہیں، ان کو سب سے زیادہ تعاون اور امداد اور 12 Billions روپے ملتے ہیں۔ میں چاہونگا کہ اس پر ذرا اپنے فنانس سے بھی اور ان سے بھی پوری Detail لے کر کل کے اجلاس میں پیش کروں کہ کتنا انہوں نے غربت کی مد میں رکھا ہے، دوسروں کو کتنا دیا ہے اور ہمیں کتنا دیا ہے؟ اور تاریخ وائز اور سال بہ سال وہ سارا ریکارڈ ہمارے پاس موجود ہے لیکن بہرحال اسمبلی کا ایک احساس ہے، ممبران اسمبلی کا ایک احساس ہے، ہم نے ہر فورم پر بات اٹھائی ہے اور انشاءاللہ مستقبل میں بھی اٹھائیں گے۔ کسی بھی لمحے ہم نے اپنے موقف کو پیچھے نہیں چھوڑا ہے، ہر مجلس میں ہم نے بات کی ہے۔۔۔۔۔۔

<u>جناب سکندر حیات خان</u>: میں اجازت چاہتا ہوں جناب۔

<u>جناب سپیکر</u>: سکندر حیات خان شیر پاؤ صاحب! اس کے بعد ٹائم دونگا۔

<u>سینئیر وزیر (خزانہ)</u>: اور انشاءاللہ کرتے رہیں گے۔

<u>جناب سپیکر</u>: جی۔

<u>جناب سکندر حیات خان</u>: جناب سپیکر! زۂ په دے کښې دوه، درے څیزونه دغه کوم۔ عبدالاکبر خان یو ډیر ښه پوائنټ اوچت کړے دے او په دے کښې مونږه هم د دوئ دغه کوۓ چه په دے کښې زمونږه صوبے ته یوه حصه ملاویدل پکار دی چه زمونږه د صوبے یو Right دے خو فنانس منسټر صاحب چه په دے خپل تقریر کښې کومے خبرے اوکړے او زۀ به ترے دغه کومه چه آیا هم دغه وجه ده چه قاضی صاحب هم په نیشنل اسمبلئ کښې ناست دے او هغه اصلی فورم دے چه هلته کښې د صوبے د حقوقو د پاره پکار

دی چه آواز اوچت کړی۔ تر ننه پورے خو مونږه د قاضی صاحب د خلے نه یو لفظ هم وانه وریدو په نیشنل اسمبلئ کښې۔ (تالیاں) مونږه د مولانا فضل الرحمان صاحب نه یو لفظ هم وا نه وریدو۔ آیا هغوی د دے صوبے د خلقو نه ووټ نه دے اغستلے او کامیاب شوی نه دی؟---------

مولانا محمد مجاہد خان الحسین: ستاد والد گرامی نوم ئے اغستے دے؟ ستا د والد گرامی نوم ئے اغستے دے؟

(شور/قطع کلامیاں)

جناب سکندر حیات خان: خبره خو واوره، غوږ کیږده۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسین: په ذاتیاتو کښې مه راځه۔ (شور)

جناب امانت شاہ: لږ اخلاق او تسلی پکار ده۔

جناب سپیکر: سکندر شیرپاؤ صاحب۔

(قطع کلامیاں)

جناب سکندر حیات خان: جناب سپیکرصاحب! کله چه فنانس منسټر صاحب تقریر کولو----------

مولانا محمد مجاہد خان الحسین: بات کر رہے ہیں، ہمیں بھی اجازت دے دیں کہ ہم بھی بات کریں---

(قطع کلامیاں/شور)

جناب سکندر حیات خان: آیا د دوئ نه هغه خپل اتحادیان هیر شی------

جناب سپیکر: سکندر شیر پاؤصاحب!------

(قطع کلامیاں)

جناب سکندر حیات خان: د دے د ما له دوئ جواب راکړی۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب سکندر حیات خان: هلته کښې دوئ په اپوزیشن کښې ناست دی، ترننه پورے د صوبے د مفادو د پاره یوه خبره د ما ته اوښائی چه دوئ هلته په نیشنل اسمبلئ کښې اوچته کړے وی؟ په سینیټ کښې دوئ چه کوم زیاتے کړے دے، یو کس د دے صوبے باشنده نه دےاو هغه ته ئے د سینیټ سیټ ورکړے دے۔ تر ننه پورے سینیټ کښې د دے صوبے خبره نه ده اوچته شوے۔ جناب سپیکر! ما له د د دے جواب راکړی۔ آیا دوئ لګیا دی زیاتے کوی د دے صوبے سره او که نه؟ دا نور شوک کوی؟ (تالیاں)

(شور/ قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: خلیل عباس خان، خلیل عباس خان، پلیز------

(شور/ قطع کلامیاں)

جناب خلیل عباس خان: سپیکر صاحب! دا یوه ډیر----------

جناب ظفراعظم(وزیر قانون): جناب! Personal explanation کیلئے استدعا ہے-----

جناب خلیل عباس خان: سپیکر صاحب! خلیل عباس زما نوم دے جی-----

جناب سپیکر: خلیل عباس خان!

جناب خلیل عباس خان: جناب سپیکر صاحب! ډیره شکریه۔ دا یوه اهم مسئله ده جی۔ خبره داده جی ما خو په دے باندے تقریباً آته میاشتے مخکښے کوئسچنز جمع کړی وو، په دے ریکارډ موجود دی، شپږ میاشتے پس د هغے جواب ملاؤ شو او په جواب کښې دا وائی چه مونږه د سپورټس اینډ کلچر نه تپوس اوکړو۔ سپیکر صاحب! نن سبا که مونږه دلته کښې ایم پی ایز راځو نو مونږه په مختلفو حربو باندے، په منت زارو باندے، په اسمبلئ کښې په چغو او سورو باندے خپلو خلقو ته خپل حق په څه طریقه رسوو۔ زمونږه ماشاء الله د ایم۔ایم۔اے د صوبه سرحد نه 75% او 80% ایم این ایز په وفاقی حکومت کښې ناست دی۔ سپیکر صاحب! زمونږه خلق ایل۔ایف۔او نه شی خوړے۔ دا سمبلئ یو کال ضائع شوے دے په دے ایل۔ایف۔او باندے۔ پکار دا وه چه زمونږه چه کوم ایم۔این۔ایز صاحبان دی د ایم۔ایم۔اے، زمونږه د پارټئ پکښې نشته دے، چه هغوی کم از کم په دے خبره آواز اوچت کړے وے۔ سپیکر صاحب! که مونږه داسے غلی

ناست یو او فریاد کوؤ چه مونږ ته خپل حق راکړئ نو مونږ ته خپل هیڅ څوک هم نه راکوی۔ مونږه ته پکار دی، زمونږه ایم این ایز ته پکار دی چه متفقه د شی، یوه پارټی ده چه اوچت شی، آواز اوچت کړی او معلومات د اوکړی۔ سپیکر صاحب! الحمدللّٰه مونږه ټول مسلمانان یو خو اسلام څوک خوړلے نه شی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: د رولز آف پروسیجر لاندے خبره کومه۔ مطلب دا دے چه دا ایډجرنمنټ موشن دے، زهٔ د هاؤس نه تپوس کومه چه دا د بحث د پاره Admitشی او که نه؟ مطلب دا دے چه Admitشی نو بیا به هر سړے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب مشتاق احمد غنی: جناب سپیکر صاحب! بات یہ ہے۔۔۔۔ (شور/قطع کلامیاں)

جناب بشیر احمد بلور: جناب سپیکر صاحب! منسټر صاحب دا خبره اوکړله چه دا Pending وساتئ۔ منسټر صاحب وئیل چه دا Pending اوساتئ، دے باندے زهٔ سبا ته پته کومه چه پیسے راغلے دی او که نه دی؟۔۔۔۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں/شور)

جناب سپیکر: یو تن خبره کوئ۔ میں نے توآپ کو فلور نہیں دیا ہے، بس آپ خود کھڑے ہوئے ہیں۔ دیکھیں میں جب فلور۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب مشتاق احمد غنی: میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب آپ کہتے ہیں کہ مرکز نے کچھ نہیں دیا تو پندرہ ہزار پولیس کی آسامیاں کس نے دی ہیں؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: تو نہیں ہے۔

جناب مشتاق احمد غنی: یہ اگر Allegationنہیں ہے (شور) آپ لوگ کہاں سے بھرتیاں کرتے ہیں؟ اس صوبے کے غریب لوگ بھرتی کریں۔۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ پلیز سب بیٹھ جائیں۔ مشتاق غنی صاحب، ٹھیک ہے۔ ملک ظفر اعظم صاحب!

جناب ظفر اعظم (وزیر قانون و پارلیمانی امور): سر! میں اس سارے ہاؤس سے چیئر کی وساطت سے درخواست کرتا ہوں کہ منسٹر صاحب نے کل تک کیلئے مہلت مانگی ہے، Facts and figures بتادیں گے۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے، Pending for tomorrow۔

جناب عبدالاکبر خان: Personal explanation منسٹر صاحب کیلئے۔ خبره جی دا ده چه زما ایډجرنمنټ موشن سیاسی شو یعنی اس نے Political turn لے لی ہے، میں نے تو اسلئے پیش نہیں کیا تھا۔ میں نے صرف اسلئے پیش کیا تھا کہ پبلک سیکٹر ڈویلپمنٹ پروگرام (P.S.D.P) 160 بلین کا ہے اور سنٹرل منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ 98 بلین میں نے ریلیز کردیئے ہیں۔ ریلیز نہیں بلکہ خرچ ہو چکے ہیں تو میں نے صرف یہ پوچھا تھا کہ اگر ہمارے صوبے کو ملے ہیں تو ہمیں بتادیں۔ منسٹر صاحب نے کہا کہ کل بتادیں گے۔ تو میرے خیال میں اس پر ہم زیادہ وقت کیوں ضائع کر رہے ہیں؟ ذاتی نہ بنائیں۔

جناب امانت شاہ: جناب سپیکر صاحب! سپیکر صاحب! ما له لږ غوندے وخت راکړئ جی------------

Mr. Speaker: Kept pending . Item No. 6.

جناب امانت شاہ: دوئ زمونږه د قومی اسمبلئ د ممبرانو هتک اوکړو۔ په کوم انداز باندے دوئ چه هغوی باندے الزامات اولګول------

جناب خلیل عباس خان: سپیکر صاحب! هتک هیچ چا هم نه دے کړے۔ مونږ د دے صوبے عوام یو او زمونږه دا حق دے او زمونږ د دے صوبے دا حق زمونږ نه اخلی------

جناب سپیکر: خبره فیصله شوه۔

جناب خلیل عباس خان: سپیکر صاحب! زهٔ دے خبرے له راځمه۔ زهٔ خپل عوام ته جوابده یمه۔ زهٔ هغوی ته جوابده یمه، هغوی ما ته ووټ راکړے دے او دے ځائے ته ئے رالیږلے یمه او دغه شان زمونږه محترم ممبران چه کوم د قومی اسمبلئ دی او د دے صوبے دی، زمونږه حق دے چه مونږه د هغوی کارکردګی معلومه کړو----------

جناب امانت شاہ: جناب سپیکر! چه نن د د ے اسمبلئ یو متفقه قرارداد دے د خپلے صوبے د حقوقو د پاره، دغه اسمبلی په Majority باندے یو قراداد پاس کوی خو صرف د یوے منسټرئ سرے چه نن هلته په مرکز کښ ناست دے-------

توجہ دلاؤنوٹس ہا

Mr. Speaker: Item No. 6. Mr. Zakir Ullah Khan, MPA, to please move his 'Call Attention Notice' No. 614 in the House.

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ بیٹھ جائیں، پلیز۔ آرڈر پلیز۔ ذاکر اللہ خان!

ڈاکٹر ذاکر اللہ خان: جناب سپیکر! "یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ مردان میں شوگر مل سے کیمیائی مواد بہنے سے شیخ ملتون ٹاؤن--------

(قطع کلامیاں)

Mr. Speake: Order please, order please.

ڈاکٹر ذاکر اللہ خان: "اور مضافات کے لوگوں کیلئے حفظان صحت کا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے، بلکہ کھلے نالے کی بدبو کی وجہ سے علاقے کے مکینوں اور راہ چلتے مسافروں کو سخت تکلیف اور مشکلات کا سامنا ہے، لہذا عوام کو ان مشکلات سے نجات دلوانے کیلئے پورے اور مناسب اقدامات کئے جائیں۔"

جناب سپیکر: جی؟ Who will? جی، سراج الحق صاحب!

جناب سراج الحق (سینئر وزیر خزانہ): جناب سپیکر صاحب! ډاکټر ذاکر الله خان چه د شیخ ملتون ټاؤن طرف ته د یوے نالے چه په هغے کښ د شوګر مل د کیمیائی مواد شاملیدو او د هغے د وجه نه د حفظان صحت د مسئلے پیدا کیدو د خطرے کوم اظهار کړے دے ، میرے خیال میں آٹھ یا نو تاریخ کو یہی سوال آیا تھا اور میں نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس کا جواب دیا تھا، شاید اس دن ڈاکٹر ذاکر اللہ خان تشریف فرما نہیں تھے لیکن اس ادارے کو ہم نے اٹھارہ تاریخ دی ہے اور آج سترہ ہے، کل اٹھارہ ہے------

جناب سپیکر: ان کو بھی دعوت دے دیں۔

سینئر وزیر (خزانہ): ماحولیات کی طرف سے ان کو ہم نے بلایا ہے ڈائریکٹر کے دفتر میں۔ اگر وہ اپنی اس کمزوری کو دور نہ کر سکے تو پھر قانون کے مطابق ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

Mr. Speaker: Next Mr. Muzaffar Said, MPA, to please move his 'Call Attention Notice' No. 638 in the House. Mr Muzaffar Said, MPA, please. Absent, it lapses. Mr. Nadir Shah, MPA, to please move his 'Call Attention Notice' No. 646 in the House. Mr. Nadir Shah, MPA, please.

جناب نادر شاہ: جناب سپیکر صاحب! "میں آپکی اور اس معزز ایوان کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ پشاور یونیورسٹی میں ایم اے اکنامکس میں اسلامی معاشیات کا پرچہ ہوا کرتا تھا مگر اس سال یونیورسٹی نے اسلامی معاشیات کا پرچہ کورس سے نکال دیا ہے، اسلئے اس پر بحث کی اجازت دی جائے۔"

سپیکر صاحب! چونکه دا یو Subject دے او اکنامکس Through out the world یو خبره ده او د اسلام هم یو Conceptدے۔ څنګه چه د مغرب Concept وی، داسے زمونږه هم دا یو Concept دے د اکنامکس په باره کښې او بیا خصوصاً په پاکستان کښې او بیا په هغه صوبه کښې چه په هغے کښې مطلب دا دے چه د اسلام په باره کښې خبره کیږی او تر 2002 پورے دا اسلامی معاشیات په پشاور یونیورسټی کښې پړهاویدلو او د دے پرچه په هغے کښې شامله وه او اوس سکالئے دا پرچه د دے کورس نه کټ کړے ده نو لهذا دا زمونږه ---------

جناب سپیکر: مولانا فضل علی صاحب!

مولانا فضل علی (وزیر تعلیم): بسم الله الرحمن الرحیم۔ شکریه، جناب سپیکر صاحب۔ نادر شاه صاحب ډیرے اهمے خبرے طرف ته زمونږه او د ټول ایوان توجه راګرځولے ده جی۔ سپیکر صاحب! دے باندے زمونږه ایمان دے چه اسلام صرف د عباداتو یوه مجموعه نه ده بلکه په اسلام کښې عقائد، عبادات، سیاست، معاشرت، معاشیات او اخلاقیات هم دی نو اسلامی معاشیات یو مستقله موضوع ده د اسلام او پکار دا دی چه هر مسلمان د د اسلامی معاشیاتو نه خبر وی چه د اسلامی معاشیات طرز او طریقه څه ده او په کومه طریقه باندے به دغه وی؟ نو دے باندے چیئرمین اکنامکس ډیپارټمنټ ختمه کړے وه دا پرچه جی خو بیا په هغے باندے احتجاج اوشو او هغوی

پرے یو میٹنگ کړے دے نو امید دے چه دا به دوباره بحال کوی او مونږه ټول د دے په حق کښې یو۔

Mr. Speaker: Thank you. Next, Nawab Zada Tahir Bin Yamin, MPA, to please move his 'Call Attention Notice' No. 647 in the House. Mr. Tahir Bin Yamin, MPA, please.

جناب طاہر بن یامین: شکریہ، جناب سپیکر۔ "میں اس ایوان کی توجہ ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ضلع ٹانک پچھلے کافی عرصہ سے ریونیو کلکٹر (ڈی او آر) کے بغیر کام کر رہا ہے"۔

جناب سپیکر! یہ پچھلے تقریباً کافی عرصہ سے ایک پورا ضلع جہاں سے کافی Revenue collection بھی ہوتی ہے، ہمارے جی ضلع میں پچھلے کافی عرصہ سے ریونیو کلکٹر (ڈی او آر) نہیں ہے۔۔۔۔۔

Mr. Speaker: Minister concerned, please.

جناب طاہر بن یامین: اور انہوں نے جناب، ڈی او آر کا جو Dual charge ہے، وہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے ڈی او آر کو دیا ہوا ہے تو میرے خیال میں سارے صوبہ سرحد میں ایسی مثال تو آپکو نہیں ملے گی کہ دو ضلعے ایک ریونیو کلکٹر یا ڈی او آر کے نیچے کام کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں، میں جی خود SMBR والوں کے پاس گیا، میں نے ان سے کہا کہ میں وہاں کا ایم پی اے ہوں اور وہاں پر ہمارے یہ مسائل ہیں کہ غریب عوام کو اپنے ایک جائز کام کیلئے بھی ڈیرہ اسماعیل خان جانا پڑتا ہے تو وہ کام نہیں ہوتا۔ انہوں نے وعدہ بھی کیا لیکن وہ سب کچھ ویسے گپ شپ تھی اور ابھی تک میرا ضلع بغیر ڈی او آر کے کام کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، سراج الحق صاحب!

جناب سراج الحق (سینئر وزیر): جناب سپیکر صاحب! نوابزادہ طاہر بن یامین خان نے کلکٹر کے حوالے سے بات کی ہے اور انہوں نے SMBR سے بھی بات کی ہے اور میرے ساتھ بھی کل انہوں نے یہ مسئلہ Discuss کیا ہے۔ واقعی ڈیرہ اسماعیل خان اور ٹانک کے درمیان فاصلہ بہت زیادہ ہے اور پہلے شاید یہ ایک ضلع تھا لیکن اب دو علیحدہ علیحدہ ضلعے ہیں، اسلئے ہم ان کی اس Proposal کی حمایت کرتے ہیں اور متعلقہ ڈیپارٹمنٹ سے کہتے ہیں کہ ان کیلئے کلکٹر کا اہتمام کرے۔

Mr. Speaker: Next, Mr. Mushtaq Ahamad Ghani, MPA, to please move his Call Attention Notice No. 678, in the House. Mr. Mushtaq Ahmad Ghani, MPA, please.

جناب مشتاق احمد غنی: شکریہ۔ جناب سپیکر صاحب! "میں صوبائی حکومت کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ صوبہ سرحد میں اپ گریڈ ہونے والے مڈل سکولوں سے پی۔ای۔ٹی کی سیٹیں ختم کردی گئی ہیں جبکہ ٹی۔ٹی کی پوسٹیں ختم کرکے دوبارہ بحال کردی گئی ہیں۔ اس سے پی ای ٹی کی ٹریننگ حاصل کرنے والے اور JDPE Holders میں سخت تشویش پائی جاتی ہے"۔

جناب والا! مسئلہ یہ ہے کہ 256 سکولز ہمارے Primary to Middle upgrade ہوئے ہیں اور یہ پوسٹیں ہمیشہ سے ان میں تھیں سارے Subjects کی جو اس دفعہ ختم کی گئی ہیں، خاص طور پر دو پوسٹیں ٹی۔ٹی اور پی۔ای۔ٹی کی، چونکہ مجلس عمل کی حکومت نے پریشر کی وجہ سے ٹی۔ٹی کی پوسٹیں تو بحال کردی لیکن پی۔ای۔ٹیز کو یکسر نظرانداز کردیا۔ جناب! یہ مقولہ مشہور ہے کہ جس قوم کے کھیل کے میدان آباد ہونگے تو اس کے ہسپتال ویران ہونگے۔ اگر نوجوان نسل کو اس لیول پر یعنی مڈل لیول پر، اگر پی۔ای۔ٹی نہیں ہوگا تو فزیکل ایجوکیشن کی ٹریننگ کون دے گا؟ جناب! اس سلسلے میں، میں یہ کہوں کہ ایک طرف تو ہم کہتے ہیں کہ روزگار فراہم ہوگا، تو اس وقت پانچ سو ڈپلومہ ہولڈرز اس ایک قانون کی زد کی وجہ سے بے روزگاری میں مبتلا ہیں جبکہ سی۔ایم صاحب کے اپنے حلقے کے ستر پی۔ای۔ٹی ٹرینڈ لوگ روزگار کے انتظار میں ہیں اور اگر اسی طرح یہ پابندی ختم نہ کی گئی اور یہ Seats create نہ کی گئیں تو تیس سال بعد کوئی پی۔ای۔ٹی کی پوسٹ نکلے گی اور موجودہ لوگوں کے ریٹائر ہونے میں اتنا عرصہ لگے گا۔ اس وقت دو سکول ان کی ٹرینگ کر رہے ہیں، اگر ان کو بھرتی نہیں کرنا ہے تو پھر ان سکولوں میں ٹریننگ کا کیا جواز رہتا ہے؟ سرحد میں گومل یونیورسٹی اور فزیکل ایجوکیشن کالج کرک میں یہ ٹریننگ ہو رہی ہے، جہاں سے یہ لوگ فارغ ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!

جناب مشتاق احمد غنی: تو اس میں جناب، ایک پوائنٹ ہے کہ ایک بندے کا Self finance base پر تقریباً پچاس ہزار روپے کا خرچہ آتا ہے اس ٹریننگ پر اور وہ کرنے کے باوجود بھی اس کو اگر نوکری نہ ملے تو یہ افسوسناک بات ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس چیز کو بحال کیا جائے۔

سید قلب حسن: دے کښې جی زۀ یو ضمنی خبره کومه۔

جناب سپیکر: قلب حسن!

سید قلب حسن: سرا! کوهاټ کښې هم د جونیئر ډپلومه فزیکل ایجوکیشن (JDPE) تقریباً سوله که انیس پوسټونه دی، هغے د پاره یو کس سره هم ډپلومه نیشته نو مونږه د دے په باره کښې ډائریکټر صاحب ته لیټر استولے دے، منسټر صاحب سره هم ما ذکر اوکړو چه په دے کښې څه Relaxation اوکړی چه د چا سره ډپلومه نیشته نو هغوی ته د اجازت ورکړی۔

جناب سپیکر: جی منسٹر صاحب، مولانا فضل علی صاحب!

مولانا فضل علی (وزیر تعلیم): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریه، جناب سپیکر صاحب۔ مشتاق احمد غنی صاحب ټهیک خبره اوکړله چه دا اے۔ټی، ټی۔ټی او پی۔ای۔ټی، ټول ختم کړے شوی وو جی۔ د دے بعضے څه بنیادی وجوهات هم وو لکه څنګه چه مونږه ټول هاؤس په دغه باندے متفق یو او مرکز سره دا جهګړه کوؤ چه مونږ له د خپل حق را کړی چه مونږه دا هر څه بحال کړو نو Financially مسئلے هم پکښې وی جی۔ په هغے باندے د فنانس سره خبرے اوشوے او په دے پی۔ای۔ټی باندے هم فنانس سره خبرے شوے دی او چیف سیکرټری سره هم په دے باندے میټنګ شوے دے نو امید دے چه دا به بحال شی۔

جناب سپیکر: جی نرگس زین صاحبہ۔ نرگس زین صاحبہ!

محترمہ نرگس زین: پوائنٹ آف آرڈر، سر۔

جناب سپیکر: نرگس زین صاحبہ۔

سید قلب حسن: دا خو هنګو کښې تا سو جی ورکړے وے کنه۔ هنګو کښې تا سو د پی۔ټی۔سی د پاره ورکړے وے------------

جناب سپیکر: نرگس زین صاحبہ!

محترمہ نرگس زین: محترم سپیکر صاحب! میں آپکے توسط سے ایجوکیشن منسٹر کی توجہ ایک اہم نوعیت کے مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتی ہوں------

جناب سپیکر: مولانا فضل علی صاحب! یہ بھی ایجوکیشن کے بارے میں ہے۔

محترمہ نرگس زین: سر! یہ ہے کہ پچھلی صوبائی حکومت نے تعلیمی سال 2001 سے جماعت ششم اور ہفتم کیلئے حساب اور سائنس کی کتابیں اردو میڈیم سے انگلش میڈیم میں تبدیل کرلی ہیں لیکن پھر مسئلہ یہ تھا کہ مارکیٹ میں ان کیلئے کتابیں دستیاب نہیں تھیں اور کافی سارے سٹوڈنٹس کا اس وجہ سے ٹائم بھی ضائع ہوا اور کچھ سکولوں میں پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی کتابیں پڑھائی گئیں اور پھر وہ کلاسز آگے چلی گئیں تو ہفتم میں بھی ان کیلئے یہ مسئلہ تھا اور آٹھویں کلاس میں بھی۔ Maths کی کتابیں اب مارکیٹ میں آچکی ہیں لیکن سائنس کی کتابیں ابھی تک دستیاب نہیں ہیں۔ این ڈبلیو ایف پی ٹیکسٹ بک بورڈ اس معاملے میں غور کرے، نیز ایجوکیشن منسٹر یہ بھی واضح کریں کہ کیا تعلیمی سال جو ابھی اپریل سے شروع ہو رہا ہے، اس میں بھی آٹھویں، نویں اور دسویں جماعتوں کیلئے یہ مسئلہ رہے گا؟ آپ پلیز اس بارے میں توجہ فرمائیں کیونکہ اس وجہ سے بہت Confusion ہے اور اس سلسلے میں ٹیچرز کو بھی Train کیا گیا اور ان پر گورنمنٹ کا کافی سارا پیسہ خرچ ہوا ہے تو آپ ضرور اس بارے میں کچھ وضاحت فرمائیں۔

محترمہ نعیم اختر: جناب سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ نعیم اختر: میں اسی ایجوکیشن کے محکمے کے بارے میں کہنا چاہونگی۔ جناب سپیکر! یہ Deployment آج کل جس طرح کے ہو رہے ہیں، تو اس میں یہ ہے کہ Deployment order آیا تھا 26.6.2002 کو اور اس پر عمل درآمد کرنا تھا 10 مئی 2002 تک، تو آپ نے 10 مئی 2002 کی بجائے فروری 2004 میں یہ آرڈرز کئے ہیں تو ہوا یہ ہے کہ فروری 2004 میں طلباء کی Enrolment ratio چونکہ بڑھ گئی ہے، 2002 میں تو وہ Ratio بہت کم تھی تو آپ نے 2002 کے Ratio کے مطابق نہیں کیا، آپ نے 2004 کے Ratio کے مطابق یہ کئے ہیں۔ پرائمری سطح پر داخلوں کی شرح بھی اس مرتبہ % 100 زیادہ ہوئی ہے۔ یہ این ایس ڈی کے تعاون سے بھی بہت زیادہ ہوئی ہے۔ اب دیکھیں پچاسی کے قریب پوسٹیں بھی خالی پڑی ہیں، جناب سپیکر۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپکا Call Attention ہے، تحریک التواء ہے یا کیا ہے؟ (تالیاں)

محترمہ نعیم اختر: جناب سپیکر! تعلیم کے بارے میں ایک بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: یہ نہیں، وہ انفارمیشن کہاں سے اسی وقت Collect کریں گے؟ (تالیاں) اگر ہے تو بہتر ہوگا اور اگر نہیں ہے تو پھر ____ جی، بشیر احمد بلور صاحب!

جناب بشیر احمد بلور: ډیره مهربانی۔ سپیکر صاحب! د ایجوکیشن باره کښې خبره کیږی نو زه به هم منسټر صاحب ته درخواست اوکړمه چه دا۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آنریبل منسٹر صاحب! دونوں خواتین نے جو بات کی ہے، آپ نے نوٹ کرلی ہے؟ بشیر احمد بلور صاحب کی بھی سن لیں اور پھر جواب دے دیں کیونکہ شاد محمد خان تو واک آوٹ کر گئے ہیں۔

جناب بشیر احمد بلور: میری ریکویسٹ ہے جناب سپیکر صاحب، کہ یہ اخبار کی نیوز ہے کہ "میٹرک امتحانات، حکومتی الزامات کی قلعی کھل گئی، فرنیچر کی عدم دستیابی کے باعث طالبات فرش پر بیٹھ کر امتحان دینے پر مجبور، نجی تعلیمی اداروں کے مالکان کی چیئرمین بورڈ سے استدعا" چه مونږه دا خپل، تاسو اوګورئ په دے کښې فوټو هم دے چه ناست دی ماشومان په زمکه باندے او امتحان ورکوی۔ پکار دا وه چه ایجوکیشن دیپارټمنټ د دے دپاره د فرنیچر بندوبست کړے وے او بیا نجی تعلیمی بورډ چه کوم دے ، هغوی وائی چه مونږ فرنیچر پخپله ورته ورکوؤ او د هغے نه هم انکار شوے دے۔ زه منسټر صاحب ته وایمه چه نوټس د واخلی او په دے باندے د خبره اوکړی۔

جناب سپیکر: جی منسټر صاحب، خبرے درباندے درے شوے۔ ارشد خان۔ منسټر صاحب د دوئ دا هم واوره۔

جناب محمد ارشد خان: مهربانی۔ مانه دے کښې مخکښے جمشید خان یو پوائنټ اوچت کړے وو، منسټر صاحب هغه وخت کښې اووئیل چه سبا له خو امتحانونه راروان دی نو زۀ څنګه په دے باندے خبره اوکړم یا څنګه به کیدے شی خو دغه دے میاشت کښې امتحانونه کیدونکی دی او راتلونکی میاشت کښې بیا نوے ایډمشن کیږی نو په دے نوے ایجوکیشن پالیسئ باندے د په دے سیشن کښې بحث اوشی۔ زۀ وایمه چه نوے ایجوکیشن پالیسئ باندے خبرے دے وخت کښې پکار دی۔

جناب سپیکر: ښه جی۔

جناب محمد ارشد خان: ځکه چه هفته نیمه یا لس ورځے پس بیا نوے کلاسونه شروع کیږی نو که ستاسو د دے هاؤس اجازت وی نو زۀ به ئے نورو ممبرانو ته هم اووایمه چه په

شریکه تاسو په ایجوکیشن باندے د بحث د پاره یوه موقع راکړئ مونږه ټولو ته چه ټول پرے بحث اوکړو۔

جناب سپیکر: جی، یاسمین خان صاحبه!

محترمہ یاسمین خان: مشتاق احمد غنی صاحب نے ابھی ابھی پی ای ٹی کی بات کی تھی، تو اسی بارے میں میں بتادوں کہ پی ایم مانسہرہ میں پی ای ٹی کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: وہ بات تو بات ہو گئی ہے اور انہوں نے جواب دے دیا ہے۔ یہ انہوں نے سارے صوبے کی بات کی ہے۔

محترمہ یاسمین خان: بے شک وہ مانسہرہ کی ہے، یہ بات دوسری ہے۔

سید مظہر علی قاسم: جناب سپیکر۔ جناب سپیکر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، مولانا فضل علی صاحب!

مولانا فضل علی (وزیر تعلیم): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سپیکر صاحب! ډیره شکریه۔ ستاسو د فراخ دلئ هم ډیره شکریه چه که دا 'Call Attention Notice' وی، که تحریک التواء وی او که هر څه شے وی، دغه هم په ما باندے په یو وخت راوړئ۔ تر څو پورے چه د ټیکسټ بک بورډ خبره ده، مانن هم د ټیکسټ بورډ چیئرمین سره میټنګ کړے دے سحر نهه بجے او امید دے ،انشاء اللہ کتابونه به په وخت باندے رسی بلکه مونږه خو ړومبئ ورځ باندے دلته کښې هاؤس ته یوے یوے ډائرئ سره یو لیټر هم ورکړے وو چه دا ځل مونږه پرائمرئ پورے مفت کتابونه ورکوؤ او زمونږه دا خواهش دے چه هر ایم۔پی۔اے په خپل خپل ډسټرکټ کښې او په خپله خپله حلقه کښې د هغے باقاعده Inauguration اوکړی ځکه چه دا په ړومبی ځل په صوبه سرحد کښې، خو چونکه لږ مشکلات پکښې دا دی چه وخت لږ دے او تین سو سرکلے دی، تین سو سرکلو ته کتابونه رسول دی نو په هغے باندے ورځ او شپه مونږه کار شروع کړے دے او روزانه کوشش مو دا وی چه ډیر ټرکونه اوځی او سرکلو ته په وخت باندے اورسی۔ نو دا سے به انشاء اللہ څه مسئله زما یقین دا دے ، نه وی۔ سحر ما له د بورډ چیئرمین صاحب یقین دهانی راکړے ده چه کتابونه به ټول امید دے په وخت باندے رااورسی او داسے

مسئله به نه جوړیږی او تر څو پورے چه د دوئ خبره د Enrolment ده نو دا ظاهره خبره ده چه مونږه د 2003 مطابق کړے دے لیکن مونږ سره ګنجائش شتے او دا امکان دے او زمونږه خواهش هم دا دے چه بچی ډیر راشی سکولونو ته، نو امکان دے چه داخلے ډیرے اوشی او انشاء الله هغه کتابونه به مونږه ورته پوره کوؤ تر هغے وخته پورے او د ارشد خان په خبره باندے زهٔ پوهه نه شوم چه په ایجوکیشن پالیسئ باندے په کوم بنیاد باندے خبره کول غواړی؟ په تفصیل ئے هغه خبره اونکړه چه په څه باره کښ۔۔۔۔

جناب سپیکر: د بشیر احمد بلور صاحب د هغے خبرے څه اوکړئ۔

جناب محمد ارشد خان: تاسو اجازت راکړئ نو۔۔۔۔۔

وزیر تعلیم: د بشیر احمد بلور صاحب د خبرے ما نوټس اغستے دےجی باقاعده۔ زهٔ پخپله تلے یمه امتحانی هالونو ته او ما دا حالت لیدلے دے۔ هغے باندے پخپله هم ما ته د کهٔ رسیدلے دے او اوس د ای۔ډی۔اوز نه هم ما د هغے تفصیل راغوښتے دے چه کومو ډسټرکونو ته مونږ په کروړنو باندے روپئ ورکړی دی او په فرنیچر باندے دوئ لګولی دی، هغه فرنیچر په کوم ځائے کښ دے؟ د دے تفصیلات ما ټول راغوښتی دی جی۔ هغه بله ورځ زهٔ پخپله ورغلے وومه امتحانی هال ته۔

جناب سپیکر: ارشد خان صاحب! تاسو منسټر صاحب سره به بیا ملاؤ شئ او ډسکس به ئے کړئ۔ هغوی وائی چه دوئ کومه پالیسی وائی نو بیا به پرے خبره اوکړو۔۔۔۔۔۔

جناب بشیر احمد بلور: جناب سپیکر صاحب! زهٔ منسټر صاحب ته دومره ریکوسټ کومه چه دومره د Commitment اوکړی چه د دے انکوائری به کوی او که چا غلط کار کړے وی نو د هغوی خلاف به ایکشن اخلی۔

جناب سپیکر: جی۔

سید مظهر علی قاسم: جناب سپیکر صاحب۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ارشد خان صاحب! تاسو منسټر صاحب سره ملاؤ شئ او چه کوم تفصیل دوئ غواړی۔۔۔۔۔۔

جناب محمد ارشد خان: چه کوم تفصیل دے ، زهٔ هغه وایمه نو دا خو په ایوان کښ، زهٔ وایمه چه په دے ایوان کښ ئے اووایمه۔

جناب سپیکر: میں نے تو ہاؤس ابھی Adjourned نہیں کیا ہے۔

سید مظہر علی قاسم: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: شاہ صاحب۔

سید مظہر علی قاسم: سر! میں یہ عرض کرتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب محمد ارشد خان: سر! ما اووئیل چه تاسو ما ته اجازت راکړئ چه زهٔ پرے منسټر صاحب پخپله پوهه کړمه۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ما جی تاسو ته اووئیل چه تاسو د منسټر سره ملاو شئ چه هغه پوهه شی نو بیا به تاسو ته جواب درکړی۔ دا هغه جواب اوکړو چه زهٔ به دوئ سره ملاؤ شم۔

محمد ارشد خان: زهٔ وایمه چه هغوی اووئیل۔۔۔۔۔۔ (شور)

جناب سپیکر: سردار صاحب، سردار صاحب۔

سید مظہر علی قاسم: جناب سپیکر! ۔۔۔۔۔۔۔۔

Mr. Speaker: The sitting is adjourned for tea break.

(اس مرحلے پر چائے کیلئے ایوان کی کارروائی ملتوی ہوگئی)

(وقفے کے بعد جناب سپیکر صاحب مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔)

سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے مالی سال 2003-04 پر بحث

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام پر بحث کا آغاز جناب انور کمال خان صاحب کریں گے۔ میرے خیال میں ان کی گرجتی آواز اس کورم کو پورا کرنے کا باعث بنے گی۔ پلیز، انور کمال خان صاحب!

جناب انور کمال: جناب والا! شکریہ لیکن میں بحث کس کی سامنے کروں؟ یہاں پر تو کوئی ہے ہی نہیں۔

جناب سپیکر: جب آپ شروع کریں گے تو وہ آئیں گے، مجھے یقین ہے۔

جناب انور کمال: میرے خیال میں اگر کسی کا کوئی پوائنٹ آف آڈر ہو، اسلیے کہ ہاؤس بھی In order نہیں ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، ڈیڑھ بجے یہاں پر نماز باجماعت ہوتی ہے اور ڈیڑھ بجے سے ہمیں پہلے پہلے۔۔۔۔۔

جناب انور کمال: بولنے کیلئے جناب والا، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے، میں بول لوں گا لیکن پانچ منٹ اگر ان میں سے کوئی۔۔۔۔۔

جناب محمد ارشد خان: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: انور کمال خان صاحب۔ ارشد خان!

جناب محمد ارشد خان: یره جی ما مخکښې هم یوه خبره کړې وه۔ دوئ خو هسې هم کورم ته ګوری، دا چه خلق کم اووینی نو دوئ بیا خبرې سمې نه شی کولې ۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: راروان دی جی۔ (قہقہے)

جناب محمد ارشد خان: چه مخامخ ورته ګوک ناست نه وی نو دوئ خبرې سمې نه شی کولې۔

(شور/ قہقہے)

جناب انور کمال: او کنه مونږ خو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب محمد ارشد خان: نو سپیکر صاحب، ریکویسټ دې زما، ما تحریک التواء هم په دې باندې تاسو له درکړې وو اوس خو مې دې نورو ملګرو سره هم څه خبره اوکړه چه په تعلیمی پالیسئ باندې دا وخت دې چه په دې وخت خبرې اوکړو۔ که تاسو مونږ له هفته پس ټائم راکوئ یا زما هغه تحریک التواء، تاسو وئیل چه دا به Process کیږی نو یو خو مهربانی اوکړئ د Process کیدولو دا ذریعه لږه راانډه کړئ۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ښه جی۔

جناب محمد ارشد خان: چه زمونږه تحریک التواء هم Process کیږی او په لس ورځو کښې هغه بیا اسمبلئ ته یا په هغې مونږ خبرې کوؤ، اکثر د هغې خبرې وخت تیر شوې وی۔

جناب سپیکر: صحیح ده۔

جناب محمد ارشد خان: نو مونږه وایو چه مونږه ته دې وخت کښې ټائم راکړئ۔ ما سراج الحق صاحب سره هم خبره اوکړه، هغوئ وائی چه ډیره ښه خبره ده۔ تعلیمی پالیسئ باندې د خبرې کولو هم دا وخت دې۔ پکار ده چه دې وخت کښې دا خبرې اوشی نو زۀ وایم چه

تاسو نورو ممبرانو نه هم تپوس اوکړئ۔ په دے باندے د بحث موقع راکړئ چه مونږ بنه په تفصیل کښں په تعلیمی پالیسئ باندے خبرے اوکړو۔

جناب سپیکر: صحیح ده جی۔

ڈاکٹر سیمیں محمود جان: شکریه، جناب سپیکر صاحب۔ تاسو ته پته ده چه 19 تاریخ ته کرکټ میچ دے جی پیښور کښں نو اوس په مونږ باندے ټول ډیر خلق وائی چه تاسو ایم۔پی۔ایز یئی، تاسو خو کم از کم مونږ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: دا خو پاکستان کرکټ بورډ دے، مونږه، تاسو سفارش کوؤ چه وفاق کښں مونږه له۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹر سیمیں محمود جان: نه جی مونږه ټکټ به اخلو، مونږ څه فری خو نه غواړو خو زمونږ هم Status دے کنه سپیکر صاحب، تاسو ته مونږ ریکویسټ کوؤ چه لږ مونږ ته ټکټ ملاؤ شی، مونږ به واخلو۔ مهربانی۔

جناب سپیکر: جی، جناب انور کمال صاحب!

جناب انور کمال: شکریہ، جناب۔ سپیکر صاحب کے سموسے کھا کھا کر ہمارے تو گلے بیٹھ گئے ہیں اور بشیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ آپ گلا صاف کر رہے ہیں۔ جناب والا! میں مشکور ہوں کہ ایک نہایت ہی اہم موضوع پر آپ نے آج بحث کیلئے مجھے موقع دیا۔ جناب سپیکر! آپ کو علم ہے کہ جتنے بھی اراکین اسمبلی یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، یہ تمام خدا کے فضل سے Elected لوگ ہیں اور ہم تمام ایم پی ایز اپنے اپنے علاقے کی Representation یا نمائندگی کرتے ہیں۔ ہماری نمائندگی محض اسلیے نہیں ہوتی کہ ہر دوسرے مہینے ہم اسمبلی ریکوزیشن کر لیتے ہیں اور اس میں 'Call Attentions' یا 'Question/Answers' یا 'Adjournment motion' یا مختلف موضوعات پر تقاریر کر لیتے ہیں لیکن اس کے علاوہ جس مقصد کیلئے ہمیں اسمبلیوں میں بھیجا جاتا ہے، وہ مقاصد ہمارے اپنے عوام، اپنے حلقے کے لوگوں کے ترقیاتی کام ہوتے ہیں، وہ ان لوگوں کی مشکلات ہوتی ہیں، وہ ان کے چھوٹے اور بڑے کام ہوتے ہیں جن کا بندوبست بحیثیت ایم پی اے ہمیں کرنا چاہیئے۔ جناب سپیکر! میں اے۔ڈی۔پی پر تنقید برائے تنقید کا معتقد نہیں ہوں لیکن جو حقیقت ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں بھی ان گونگے شیطانوں میں اپنے آپ کو تصور نہیں کرتا کہ یہ جانتے ہوئے بھی میں خاموش رہوں اور حقیقت سے چشم پوشی

کروں۔ لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے معزز منسٹر صاحب یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، ان کے خلوص کا، ان کی محبت کا اپنے دوستوں کے ساتھ، اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن جناب والا، اے ڈی پی کا ایک خاص مقصد ہوتا ہے۔ آپ پچھلی حکومتوں کی اے۔ڈی۔ پیز کو دیکھیں، آپ بھی الحمد للہ انہی حکومتوں میں وقتاً فوقتاً As MPA آتے رہے ہیں۔ جناب والا! اے دی پی آپ کے تمام سالانہ ترقیاتی پروگرام کی عکاسی کرتا ہے، انگریزی میں جیسے اسے کہتے ہیں کہ یہ ایک "ویژن" ہوتا ہے، یہ ایک پروگرام ہوتا ہے، یہ ایک ٹارگٹ گورنمنٹ کی طرف سے بتایا جاتا ہے کہ اس سال کے عرصے میں، 04-2003، 03-2002 میں حکومت نے وہ کون کونسے اقدامات کرنے ہوتے ہیں اور اسی ترتیب سے حکومت مختلف ڈیپارٹمنٹس کیلئے رقم مختص کرتی ہے۔ یہ جناب والا، پی اینڈ ڈی میں جس کو آپ ایک اچھی پلاننگ کہتے ہیں، اگر آپ نے اس کو اچھے طریقے سے تیار کیا تو یہ سمجھا جائے گا کہ آپ کی اے۔ڈی۔پی ایک اچھے پلاننگ کا نتیجہ ہے لیکن اگر آپ Haphazardly اے ڈی پی بنائیں اور اس میں آپ کے ٹارگٹس واضح نہ ہوں، اس میں آپ کا کوئی ویژن سامنے نظر نہ آئے اور آپ Haphazardly کوئی اے ڈی پی بنائیں تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے جناب والا، جیسے ہمارے 04-2003 کی اے ڈی پی ہے، میں نے اس وقت بھی Budget speech میں، گو کہ میں Budget speech میں یہاں پر موجود نہیں تھا لیکن جب ضمنی بجٹ پیش ہوا تو میں نے اس وقت بھی اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے اور اپنے خدشات کا اظہار کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ ہمیں اس اے ڈی پی اور بجٹ کو دیکھنے سے یہ اندازہ ہو رہا ہے کہ آنے والے وقتوں میں 04-2003 کی یہ اے ڈی پی چلنے والی نہیں ہوگی اور اس کی ایک وجہ میں نے یہ بتائی تھی کہ بارہ سو سکیمیں جو کہ اے ڈی پی میں Reflect کی گئی تھیں، ان کیلئے جتنے پیسے مختص کیے گئے تھے، جیسے ایک سکیم کیلئے اگر اس کی Estimated cost تقریباً کوئی پچاس لاکھ روپے ہو اور آپ محض اس سکیم کو اے ڈی پی میں Reflect کرنے کیلئے اس کھاتے میں دو لاکھ روپے یا پانچ لاکھ روپے ڈال دیں تو اس سے یہ مراد لی جائے گی کہ وہ سکیم اس سال میں مکمل تو کجا بلکہ وہ شروع بھی نہیں ہو سکے گی، اسلئے یہ ایک Bad planning کا نتیجہ ہوگا کہ آپ اس کو Full funding نہیں کر سکتے۔ اس کیلئے تو جناب والا، کوئی ایسا طریقہ کار آپ نے اختیار نہیں کرنا ہوتا، پشتو میں کہتے ہیں کہ جتنی آپ کی چادر ہو، اتنی ہی آپ ٹانگیں پھیلائیں۔ اگر آپ چادر سے زیادہ ٹانگیں پھیلاتے ہیں تو اس سے مراد یہ ہوگی کہ آپ کی ٹانگیں چادر کے آر پار نکل جائیں گی اور آپ کا پردہ سامنے آجائے گا۔ ہم اس وقت بھی یہ کہتے تھے کہ جناب والا، اس اے ڈی پی کی بارہ سو سکیمیں کسی

صورت میں بھی مکمل نہیں ہو سکتیں اور آج مجبوراً میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ ایک ویژن ہوتا ہے۔ جناب والا! اے ڈی پی کیلئے پیسے دینے والے کون ہوتے ہیں؟ آپ کے Federal Divisible pool سے جو پیسہ آتا ہے، اس میں بیشتر پیسہ، بارہا ہم کہہ چکے ہیں کہ دس پرسنٹ آپ کی Provincial Receipts ہوتی ہیں، 90 پرسنٹ پیسہ آپ کا مرکز کی طرف سے آتا ہے۔ ڈونرز جو ایک لازمی جز ہیں، آپ کو پیسے دینے کیلئے وہ آپ کے ویژن کو دیکھ کر آپ کو پیسہ دیتے ہیں۔ اگر آپ کا کوئی پروگرام نہ ہو، آپ کے کوئی ٹارگٹس نہ ہوں، آپ کا کوئی ویژن موجود نہ ہو تو اس وقت تک Haphazardly آپ کو ڈونر ایجنسیز پیسے دینے سے قاصر ہوتی ہیں۔ اسلئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے اے ڈی پی میں بعض ایسی چیزیں ہوتی ہیں، ایک Projected amount ہوتا ہے جو کہ اصل میں Amount exist نہیں کرتا۔ جیسے ہمارے وزیر خزانہ صاحب اس بات کا اعتراف کریں گے کہ Net hydle profit کے حوالے سے ہمیں کتنا پیسا ملتا ہے؟ ہمارا Claim جو ہوتا ہے جو ہم اے ڈی پی میں Project کرتے ہیں، وہ سترہ بلین کا ہمارا Claim ہوتا ہے، سترہ بلین ہم اسی اے ڈی پی میں پروجیکٹ کرتے ہیں لیکن Actually ہمیں پیسہ کتنا ملتا ہے؟ وہ چھ ارب پر چونکہ Freeze ہو چکا ہے، وہ چھ ارب پر چونکہ Cap ہو چکا ہے تو ہمیں پیسہ جو ملتا ہے، Actually جو ٹارگٹس ہمارے ہوتے ہیں، وہ ہمارے چھ بلین کے ہوتے ہیں اور ان چھ بلین میں بھی ہمارے Worthy Finance Minister اس بات کا بھی اعتراف کریں گے کہ ہم سے ان چھ بلین میں بھی At-source cutting ہو جاتی ہے۔ دو ڈھائی ارب روپے مرکز ہم سے کاٹ لیتا ہے، واپڈا ہم سے کاٹ لیتا ہے کہ یہ پیسے آپ کے ڈیپارٹمنٹس کے خلاف ہیں، یہ انہوں نے ادا کرنے ہوتے ہیں تو ہمیں تقریباً ساڑھے تین، پونے چار ارب روپے ملتے ہیں۔ وہاں پر آپ پروجیکٹ کرتے ہیں سترہ ارب روپے، جب آپ سترہ ارب روپے پروجیکٹ کرتے ہیں اور اس کے مقابلے میں سکیمیں رکھتے ہیں تو وہ پیسے Exist نہیں کرتے، لہذا ایک Short fall پیدا ہو جاتا ہے۔ آپ کو تقریباً تیرہ ارب روپے کا، چودہ ارب روپے کا Short fall پیدا ہو جاتا ہے۔ Apparently ظاہراً تو آپ ایک اے ڈی پی کو ترتیب دے دیتے ہیں، اس کے مقابلے میں، اس کے عوض آپ سکیمیں دے دیتے ہیں لیکن Actually وہ پیسہ Exist نہیں کرتا اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آج بھی بارہ سو سکیمیں جو کہ 2003-04 کیلئے انہوں نے ترتیب دی تھیں، بہ امر مجبوری Financial constraints کی وجہ سے اسلئے کہ پیسہ ان کے پاس ہے نہیں، آج بھی آپ پوچھیں فنانس ڈیپارٹمنٹ سے کہ مارچ کا مہینہ ہے، آپ کو

جون میں 04-2003 کی تمام سکیموں کو مکمل کرنا تھا، آج مارچ کا مہینہ ہے جناب والا، آپ کے پاس دو مہینے رہ گئے ہیں، اس لحاظ سے Financial year آپ کا Close ہونے والا ہے، بند ہونے والا ہے، چاہیے تو یہ تھا کہ اس مہینے میں آپ کے جو First Quarterly Review تھے، وہ ختم ہو چکے ہوتے، آپ کے Second Quarterly Review ختم ہو چکے ہوتے، آپ کے Third Quarterly Review ختم ہو چکے ہوتے، آپ کے پراجیکٹس آج پایہ تکمیل تک پہنچتے اور وہ اختتام پذیر ہوتے لیکن آج بھی ہم دیکھ رہے ہیں جناب والا، میں وسوق سے کہہ سکتا ہوں کہ بحیثیت ایک ایم پی اے یہ میرا حق بنتا ہے کہ جہاں پر ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے یہاں پر اپوزیشن کا تصور ختم کر دیا تو اس سے کیا مراد ہے؟ آپ اپوزیشن کا نام نہ لیں، آپ ان کو بھی ٹریژری بنچز میں شمار کر لیں لیکن جب آپ ہمارے ساتھ یہ امتیازی سلوک کرتے ہیں کہ نہ ہمارے تعمیر سرحد میں کام ہو رہے ہوتے ہیں اور نہ اے ڈی پی میں، میں نے آج تک اے ڈی پی کے حوالے سے ایک اینٹ دوسری اینٹ کے اوپر نہیں رکھی تو جناب والا، یہ کیسے اپوزیشن کے تصور کو ختم کرنے کی بات کرتے ہیں؟ آج بھی میں یہ سمجھتا ہوں کہ مجھے کل کسی منسٹر صاحب نے فرمایا کہ آپ کے علاقے میں تو کام ہو رہے ہیں، جناب والا، وہ مجھے ایک کام بتائیں کہ انہوں نے اے ڈی پی میں جو وعدے ہم سے کیے تھے، ان میں ایک سکیم بھی آج تک ختم ہونا تو کجا آج تک وہ شروع ہی نہیں ہوئی ہے۔ جناب والا! میں پھر اے ڈی پی کی طرف دوبارہ لوٹتا ہوں اور یہ میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ آج ان بارہ سو سکیموں میں آپ فنانس سے ان کا تمام ریکارڈ منگ لیں، ان سے آپ پوچھ لیں، وہ آپ کو بتائیں گے کہ آپ کے Financial constraints کی وجہ سے آج آپ مجبوراً بارہ میں سے تقریباً کوئی آٹھ سو سے لیکر نو سو سکیموں تک کو Slash کریں گے، آپ ان کو ختم کریں گے۔ اب حکومت کیا کریگی کہ بارہ سو سکیموں میں سے اگر آپ آٹھ سو سکیمیں ختم کر لیں تو آپ کے پاس تین سو سکیمیں رہ جائیں گی، تین سو سکیموں کو بھی یہ مکمل نہیں کریں گے۔ کہنے والے یہ ہونگے جناب والا، میں خود بھی پی اینڈ ڈی کا منسٹر رہ چکا ہوں، یہ ایک Paper jugglery ہوتی ہے، یہ کاغذوں کا ہیر پھیر ہوتا ہے۔ یہ بھی تماشہ ہوتا ہے جو کہ آپ بازار میں دیکھتے ہیں اور کوئی کھڑا ہو جاتا ہے میری طرح اور کوئی کہتا ہے کہ جی یہ دس روپے کی ایک پڑیا ہے، یہ کھا لیں، آپ کا دانت باہر نکل آئے گا۔ یہ وہ ایک قسم کا مداریوں والا کھیل ہوتا ہے۔ اب جناب، انہوں نے ان بارہ سو سکیموں کو میں جو سمجھتا ہوں کہ اگر یہ ایک اچھی پلاننگ ہوتی تو یہ بارہ سو سکیمیں آج مکمل ہوتیں۔ آپ اس کو ایک Lower side پر لے لیں۔

بارہ سو سکیمیں نہ سہی، آپ گیارہ سو سکیمیں مکمل کر لیتے۔ گیارہ سو نہ سہی، آپ ایک ہزار سکیمیں مکمل کر لیتے لیکن یہ کیا عجیب منطق ہے کہ آپ بارہ سو سکیموں میں سے نو سو سکیموں کو تو ختم کر دیتے ہیں، تین سو سکیموں کو لے لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اس چیز کو Privatize کر رہے ہیں۔ ایک Priority پر وہ سکیمیں جو کہ اس وقت شروع ہیں اور وہ سکیمیں جناب والا، مجھے کہنے کی ضرورت نہیں ہے، ہمارے باقی ساتھی بھی یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، وہ آپ کو بتادیں گے کہ وہ سکیمیں کہاں پر شروع ہیں، وہ کن اضلاع میں شروع ہیں، وہ کن علاقوں میں شروع ہیں؟ ان کیلئے کیا Criteria ہے؟۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب انور کمال: آپ بتادیں، میں نے تو یہ تقریریں کر لی ہیں، جب آپ کی باری آئے گی تو آپ ان کو بتادیں کہ وہ سکیمیں کہاں شروع ہیں؟ (تالیاں) جناب والا! وہ سکیمیں Priority پر ہوں گی، آپ کی پانچ فیصد سکیموں کو Out of twelve hundred, کو پوری فنڈنگ مل چکی ہے۔ وہ اضلاع جن کی پوری اے۔ڈی۔پی ایک ارب اور تیرہ کروڑ کی ہے، ان کو اٹھانوے کروڑ روپے تو پہلے ہی فیز میں مل چکے ہیں اور ان پر کام شروع ہو چکا ہے اور جو باقی اضلاع ہیں، وہ خود ہی یہاں پر بتائیں گے، آپ کے ممبران بھی بتائیں گے، یہ اس سائڈ والے بھی بتائیں گے کہ ہماری فنڈنگ کا کیا حال ہے؟ جناب والا! اب جو مشکلات ہمارے سامنے آرہی ہیں، جو آنے والے خدشات ہمارے ہیں، وہ یہ ہونگے کہ یہ سال تو ہم پر گزر گیا، ہم نے تو اے ڈی پی کے حوالے سے کوئی کام نہیں کیا، اب جو انہوں نے Low Priority پر سکیمیں رکھی ہوئی تھیں جو کہ تقریباً آٹھ سو سے لیکر نو سو تک وہ سکیمیں بنیں گی، ان کو آپ پروجیکٹ کریں گے 2004-05 میں، اگر یہ نہ کیا تو اس موقع پر میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اگر ان نو سو سکیموں کو انہوں نے اگلے سال پروجیکٹ نہیں کیا تو خدا کی قسم میں یہاں سے استعفیٰ دیدونگا۔ یہ تمام پراجیکٹس اگلے سال پروجیکٹ ہونگے۔ کیوں پروجیکٹ ہونگے؟ ان کو نکال نہیں سکتے، ان کو Lower priority پر رکھا ہوا ہے لیکن اگر آپ نو سو سکیموں یا آٹھ سو سکیموں میں بہت زیادہ بھی مبالغہ کروں، نو سو کی بجائے آٹھ سو کر لیں، آٹھ سو کی بجائے سات سو کر لیں، سات سو کی بجائے چھ سو کر لیں لیکن میں یہ وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر اس سال آپ کے ٹارگٹس محض تین سو سکیمیں ہیں تو اگلے سال وہ کوئی جادو کی چھڑی ہو گی کہ آپ نو سو سکیمیں مکمل کر لیں گے؟ آپ کہاں سے پیسہ لیکر آئیں گے ان نو سو سکیموں کیلئے؟ اس کو ہمارے پی اینڈ ڈی کی Terminology میں،

فنانس کی Terminology میں، ان کی زبان میں یہ کہتے ہیں کہ یہ Throw forward liability ہے، آپ کے اس سال کی liability، جو اس سال کی ذمہ داریاں ہیں، ان کو آپ اگلے سال پر لے جاتے ہیں۔ جناب والا! اس سے تو بری اور Bad planning آپ کسی اور کو کہہ نہیں سکتے ہیں۔ (تالیاں) اس سال کی آپ کی اے ڈی پی ختم ہو گئی ہے، یہی اے ڈی پی آپ کی Reflect ہو گی اگلے سال اور اگلے سال یہ جب یہ Reflect ہو گی 2003 کی سکیمیں 2004 میں تو جناب والا، ان کو تصور کیا جائے گا کہ یہ Ongoing schemes ہیں اور جب یہ Ongoing سکیمیں تصور ہو نگی تو آپ مجھے یہ بتائیں، میں تو حساب کے حوالے سے آپ کو بتا رہا ہوں کہ اگر یہ Ongoing schemes تصور ہو نگی اگلے سال تو پھر مجھے بتائیں کہ ان کے پاس نئی سکیموں کیلئے کتنا پیسہ ہو گا؟ جناب والا! ان کے پاس نئی سکیموں کیلئے یا تو ان کو ہی نئی سکیمیں تصور کیا جائے گا یا پھر ان کو Throw forward liability کے حوالے سے Ongoing Schemes تصور کیا جائے گا۔ جناب والا! ہم نے ساری عمر اسمبلیوں میں گزاری ہے، یہ چوتھی بار ہے کہ ہم ان اسمبلیوں میں آ رہے ہیں۔ جب آپ ایک دعویٰ کرتے ہیں تو براہ مہربانی آپ اس دعوے کو پورا کریں۔ جناب والا! ہر ایک حکومت کا ایک طریقہ کار چلا آ رہا ہے اور وہ Exercise انہوں نے بھی کی ہے لیکن اس کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا۔ اے ڈی پی جب آپ بناتے ہیں تو آپ اے ڈی پی کس کیلئے بناتے ہیں، آپ اے۔ ڈی۔ پی کس کے حوالے سے بناتے ہیں؟ آپ کے سیکٹرز ہوتے ہیں جناب والا، آپ کے سوشل سیکٹرز ہوتے ہیں، آپ کے سوشل سیکٹرز میں آپ کا ہیلتھ آتا ہے، آپ کی ایجوکیشن آتی ہے، آپ کا ایگریکلچر آتا ہے، آپ کے دیگر محکمے آتے ہیں۔ جناب والا! ایک Productive sector ہے، یہ ایک ویژن ہوتا ہے اور اگر آپ کو ڈونرز پیسے دیتے ہیں تو وہ آپ کے ویژن کے حوالے سے آپ کو پیسے دیتے ہیں۔ آج تو ہم ایک سیکٹر کو پیسے دے رہے ہیں، وہاں ان پر کام کر رہے ہیں لیکن جہاں پر Productive sector ہے جو کہ ہماری انڈسٹریز ہیں، جو کہ ہمارا ایگریکلچر ہے، جو کہ ہماری Afforestation ہے جناب والا، آپ دیکھ لیں کہ آپ تمام اس اے ڈی پی کا پیسہ اگر اکٹھا کر لیں تو اس Productive sector کے حوالے سے آپ خالی چودہ پرسنٹ پیسہ Productive sector کو دے رہے ہیں۔ جب آپ Productive Sector کو Ignore کریں گے تو اس سے یہ مراد ہو گی کہ آپ Unemployment کو Generate کر رہے ہیں، آپ کے ملک میں اور بھی بے روزگاری ہو گی۔ آپ لاکھ پلاننگ کریں لیکن آپ بے روزگاری کو اس وقت تک ختم نہیں

کر سکیں گے جب تک آپ Productive sector کو پیسے نہیں دینگے، جب تک آپ اپنی انڈسٹریز کو Revive نہیں کریں گے، جب تک آپ ایگریکلچر کو Boost نہیں دینگے۔ جب تک آپ Afforestation نہیں کریں گے جناب والا، اس وقت تک آپ کا Productive Sector ترقی نہیں کر سکے گا اور جب وہ ترقی نہیں کر سکے گا تو آپ لاکھ سکول بنائیں، پڑھنے والے کوئی نہیں ہونگے۔ آپ لاکھ سکول بنائیں، استاد وہاں پر نہیں ہونگے۔ آپ لاکھ سڑکیں بنائیں، Maintain کرنے والا اس کا کوئی نہیں ہوگا۔ تو جناب والا، ایسی اے ڈی پی سے آپ کیا فائدہ اٹھا رہے ہیں؟ آپ لوگوں کو کیا Message دے رہے ہیں؟ یہ اسمبلی روز اول سے جس یکجہتی کا مظاہرہ کر رہی ہے اور جس کیلئے ہم نے اپنے تمام اختلافات کو بھلا کر یہاں پر یکجہتی کا مظاہرہ کیا ہے، ہم اپنے حقوق کی بات کرتے ہیں، ہم مرکز کے ساتھ لڑنے کیلئے تیار ہیں۔ جناب والا! یہ ایک انہونی سی چیز ہے کہ اس موقع پر چاہے وہ اپوزیشن ہے، چاہے جتنی بھی سیاسی قوتیں ہیں، چاہے جتنی بھی مذہبی قوتیں ہیں لیکن اپنے صوبے کے حوالے سے جب وہ بات کرتے ہیں تو یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ کس لئے مظاہرہ کرتے ہیں؟ پیسہ اگر آجائے اور حالات یہ ہوں اور آپ پھر بھی Discrimination کرتے ہیں، کسی ضلع کو پیسے دیتے ہیں، کسی ضلع کو پیسے نہیں دیتے، کسی ضلع کو نظر انداز کرتے ہیں تو جناب والا، ایک وقت ایسا آئے گا کہ یہی ممبران، یہی پارٹیز کے لوگ جو اکٹھے ہوئے ہیں یہاں پر، وہ یہی کہیں گے کہ ہم کس کیلئے لڑ رہے ہیں، ہم کس کیلئے یہ تگ و دو کر رہے ہیں، ہم کس کیلئے یہ مظاہرے کر رہے ہیں، ہم کس لئے آپس میں یکجہتی کا اظہار کر رہے ہیں؟ جناب! ایک اے ڈی پی تو آپ معاف کر سکتے ہیں، ایک اے ڈی پی تو آپ درگذر کر سکتے ہیں، وہ نیلی چھت والا ہی جانتا ہے، پتہ نہیں کتنی اے ڈی پیز ہمارے وقت میں آئیں گی یا نہیں آئیں گی، کتنی اے ڈی پیز آئیں گی؟ ہم نے تو جب بھی حکومتیں دیکھی ہیں، ہم نے بنتے بھی دیکھی ہیں اور گرتے بھی دیکھی ہیں (تالیاں) یہ ایک معجزہ ہوگا جناب والا، کہ یہ حکومت اور یہ اسمبلیاں، چاہے مرکز میں ہوں، چاہے صوبوں میں ہوں، یہ اپنا وقت مقررہ پورا کریں تو جب ہم وقت مقررہ دیکھ رہے ہیں، ہمیں پھر وہ بوٹوں کی چاپ سنائی دے رہی ہے، پھر ہم دیکھ رہے ہیں کہ ابر، آسمان پر گھٹائیں وغیرہ چھا رہی ہیں تو اس سے بہتر یہ ہے جناب والا، کہ آنے والے وقتوں میں اس کیلئے چھوٹی سی Exercise ہوگی۔ جو آپ کہتے ہیں، جو آپ کے ضمیر کی آواز ہے، جو آپ کے دل کی آواز ہے، جو آپ کے دعوے ہیں کہ یہاں پر ہم نے اپوزیشن کا تصور ختم کر لیا ہے تو پھر آنے والے وقتوں میں جناب منسٹر صاحب یہ Exercise کریں کہ اے ڈی پی کو بنانے سے پہلے وہ تمام اراکین اسمبلی کو اعتماد

میں لیں، نہ یہاں پر شور ہو گا، نہ یہاں پر شرابا ہو گا، نہ یہاں پر تقاریر ہو نگی، نہ یہاں آپ پر تنقید ہو گی، ہم تمام لوگ خوش ہونگے اور آپ ہی کے گیت گائیں گے، آپ کے ہی گن گائیں گے کہ آپ نے اے ڈی پی بنائی، کس کیلئے بنائی؟ لیکن جناب والا، اب ہم جو مجبوراً چیخ رہے ہیں تو یہ ہماری مجبوری ہے اس کے علاوہ ہمارے پاس اور کیا ہے؟

<u>Mr. Speaker:</u> Thank you.

<u>جناب انور کمال:</u> جناب سپیکر! میں آخر میں پھر آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا ورنہ آج میرے یہ بھائی مجھے موقع نہیں دے رہے تھے۔

<u>جناب خلیل عباس خان:</u> پوائنٹ آف آرڈر جی۔۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> تھینک یو۔ ڈیڑھ بجے یہاں نماز باجماعت ہو گی، ایک ہی مقرر تقریر کر سکتا ہے۔ میرے خیال میں بشیر احمد بلور صاحب۔۔۔۔۔ (شور/ قطع کلامی)

<u>ایک آواز:</u> پوائنٹ آف آرڈر، سر۔

<u>جناب خلیل عباس خان:</u> پوائنٹ آف آرڈر، سر۔

<u>جناب سپیکر:</u> آپ تقریر کرنا چاہتے ہیں؟

<u>جناب خلیل عباس خان:</u> پوائنٹ آف آرڈر۔

<u>جناب جمشید خان:</u> مونځ جی پاؤ باندے په یوه کیږی۔

<u>جناب سپیکر:</u> دلته؟

<u>جناب جمشید خان:</u> او جی، پاؤ باندے یوه بجه۔

<u>جناب سپیکر:</u> نو بیا خو داسے کوؤ چه اوس چھٹی کوؤ، بیا به راځئ۔

<u>جناب جمشید خان:</u> پاؤ باندے یوه مونځ کیږی۔

<u>جناب سپیکر:</u> نه نه، ماسره بله لار نیشته چه مونږ اوس چھٹی اوکړو او بیا تاسو راشئ او جاری اوساتو اجلاس۔

<u>جناب خلیل عباس خان:</u> سر! علماء صاحبان ناست دی، مونږ هر وخت جمع کولے شو۔

<u>جناب سپیکر:</u> نه، نه، نه۔۔۔۔۔۔۔

جناب خلیل عباس خان: دا څه د قرآن ټکے خو نه دے ، مونږ سره ماشاءاﷲ بلا عالمان صاحبان ناست دی، مونږه روستو هم کولے شو، دوئ مونږه ته جمع راکولے شی او-------

جناب سپیکر: خلیل عباس خان! خبره زما واوره۔ یوه نیمه بجه مونځ کیږی نو مطلب دا دے چه یو کس تقریر---------- (قطع کلامیاں)

جناب محمد ارشد خان: جناب سپیکر------

جناب خلیل عباس خان: یو منټ جی۔ دا ډیره ضروری خبره ده، یو منټ جی ستاسو اجازت سره۔ سپیکر صاحب دا ډیره اهم خبره ده، د ټولو، زمونږ د اسمبلئ د وقار خبره ده۔ یو منټ تاسو نه غواړم۔

جناب سپیکر: وایه۔

وانا آپریشن

جناب خلیل عباس خان: جی مهربانی، شکریه۔ سپیکر صاحب! پرون په وانا کښې جی آپریشن شوے دے او په هغے کښې څلیرویش کسان د یو طرف نه مړه دی او دولس کسان بل طرف نه مړه دی۔ مونږ خو جی سحر په دے انتظار کښې ناست وو چه اوس به حکومت د هغے باره کښې خپل څه لائحه عمل پیش کوئ، څه دعا به کوی۔ مونږ خو جی دا نه پوهیږو چه دے کښې شهدا څوک دی او دے کښې مړه څوک دی؟ نو چونکه دا یو داسے مسئله ده جی چه نن نه مخکښې زمونږ د مجلس عمل ورونړه چه راغلی دی، افغانستان د وجے نه نن دلته ناست دی۔ اوس معامله وانا پورے راغونډه شوه خو هم دوئ د خپل څه موقف اظهار نه کوی جی۔ حال دا دے جی چه افغانستان کښې خو خلق کلسټر بمونو باندے مړهٔ شول او تر اوسه هم جیلونو کښې ناست دی۔ هلته خو نقصان اوشو او دلته فائده دا اوشوه چه د مجلس عمل حکومت جوړ شو۔ اوس مهربانی اوکړئ چه دا معامله زمونږ د خپل باډر دننه راغونډه ده وانا پورے۔ خدائے د پاره مونږ ته اوښایئی چه دے کښې څوک شهیدان دی، څوک مړهٔ دی چه هغوی د پاره لاس نیوه اوکړو۔

جناب سپیکر: سراج الحق صاحب۔

جناب سراج الحق (سینئر وزیر قانون): جناب سپیکر صاحب! خلیل عباس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جب سے وانا کا آپریشن شروع ہوا ہے، اس سے پہلے یعنی کل کے واقعہ سے پہلے بھی فائرنگ کے نتیجے میں کچھ لوگ اس میں کام آئے تھے، شہید ہو گئے تھے، اخبارات میں بات آئی تھی۔ شروع دن سے اسلام آباد سے سینیٹرز اور ممبران قومی اسمبلی پر مشتمل ایک وفد وانا گیا تھا لیکن جسطرح آپ کو معلوم ہے کہ وہاں کی ایڈمنسٹریشن، صوبائی انتظامیہ کے تحت نہیں ہے تو اس وفد کو جو کہ قومی اسمبلی کے ممبران پر مشتمل تھا اور صوبائی اسمبلی کے ممبران بھی اس میں شامل تھے، لیاقت بلوچ صاحب اس کو Lead کر رہے تھے، اس کو وہاں جانے نہیں دیا گیا اور ایجنسی سے باہر انہوں نے ان کیساتھ، اب بھی جو واقعہ ہوا ہے تو ہمارے ایم ایم اے کے منتخب لوگ، قومی اسمبلی کے منتخب لوگوں کا ایک جرگہ وہاں گیا تھا متاثرہ خاندان سے دعا کرنے، فاتحہ خوانی کرنے لیکن پھر بھی وہاں ان کو پکڑ کر ایجنسی بدر کیا ہے اور کل کا واقعہ بھی انتہائی افسوسناک ہے، اسلیے کہ اگر عوام متاثر ہو رہے ہیں، عوام مر رہے ہیں تو وہ بھی ہمارے عوام ہیں۔ اگر فورسز کو نقصان پہنچتا ہے تو وہ بھی پاکستان کی ہیں اور صوبہ سرحد کے لوگ بالکل بجا انتہائی افسردہ ہیں اس چیز پر۔ اس پر ہر ایک کا انفرادی موقف ہو سکتا ہے کہ کیا ہونا چاہیئے، کیا نہیں ہونا چاہیئے لیکن جو ایکسیڈنٹس ہوتے ہیں، جو لوگ مرتے ہیں، جو خون بہتا ہے یا جو گھروں کو مسمار کیا جاتا ہے، یہ وکلاء یہاں ہیں، یہ کسی بھی بین الاقوامی اصول کے مطابق نہیں ہیں بلکہ آج تک دنیا کی کسی عدالت نے یہ فیصلہ نہیں کیا کہ کسی سرکار کو کسی کا گھر بلڈوز کرنے کی اجازت ہو۔ اگر میں غلطی پر ہوں تو یہاں وکلاء بیٹھے ہیں، مجھے جواب دے سکتے ہیں لیکن کوئی عدالت یہ حق، اب تک اسطرح فیصلہ نہیں کیا ہے تو اگر ایک عدالت نے کسی کے بارے میں فیصلہ نہیں کیا ہو تو اس طرح ایک انتظامیہ یا ایک نادیدہ قوت، مسمار کرنا گھروں کو، بستیوں کو اجاڑنا، یہ مہذب دنیا کیلئے ایک سوالیہ نشان ہے اور ان وجوہات کی وجہ سے ہم پوری دنیا کیلئے ایک تماشہ بن بیٹھے ہیں۔ اسلیے میں خلیل عباس صاحب کے اس موقف سے بالکل متفق ہوں اور دعا بھی کرنی چاہیئے، فاتحہ خوانی بھی آپ کی اجازت سے ہونی چاہیئے۔ بہر حال ہمارا یہ موقف ہے کہ ہم کل بھی اسطرح کے آپریشن کی ضرورت کو محسوس نہیں کرتے ہیں اور ہمارا ایک اصولی موقف ہے کہ جس وقت جناب، وہاں سے قومی اسمبلی کے ممبران بھی ہیں اور سینیٹرز بھی ہیں، فاٹا سے تعلق رکھنے والے لوگ اور پہلی بار تاریخ میں وہاں 'One man, one vote' کی بنیاد پر الیکشن ہوا ہے یعنی صرف 'ملک' یا 'لنگی ہولڈرز' نے ہی ووٹ استعمال

نہیں کیا ہے بلکہ عام لوگوں نے بھی ان کو ووٹ دیا ہے، لہذا اگر حکومت کو کوئی پرابلم ہے یا کوئی مشکل ہے تو منتخب لوگوں کو اسلام آباد میں بٹھا کر ان کے سامنے اپنا مسئلہ رکھ لیں کہ جناب، ہمیں یہ مشکل درپیش ہے یا یہ پریشر ہے لیکن اب تک اس کا اہتمام نہیں کیا گیا اور آپ جناب سپیکر صاحب، یقین کریں کہ روز ہمیں وہاں کے ایم۔این۔ایز اور وہاں کے سینیٹرز فون کرتے ہیں، پیغام دیتے ہیں کہ ہمارے عوام اس چیز سے Agree نہیں کرتے ہیں، اس چیز پر افسردہ ہیں، اس چیز پر پریشان ہیں اور کچھ نادیدہ حرکتیں، نادیدہ ہاتھوں کے ذریعے سے کی جاتی ہیں جن پر پورے ملک اور صوبہ سرحد کے عوام کو تشویش ہے جی۔

جناب انور کمال: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں بھی ایک سیکنڈ میں اپنے خیالات کا اظہار اس پر کرنا چاہتا ہوں اور ضروری سمجھتا ہوں جناب سپیکر، کہ یہ ایک نہایت ہی گھناؤنا کھیل اور ایک سازش کے تحت جو کچھ بھی ہم سمجھتے ہیں، ہو رہا ہے۔ اس میں اگر ہم کسی کو ملوث کریں یا نہ کریں لیکن اس حقیقت سے ہم انکار نہیں کر سکتے کہ ہم اپنے ملک کو آنے والے خطرات اور مشکلات سے دوچار کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! جو بھی ہو، گو کہ ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم خارجہ پالیسی پر بحث کریں لیکن پھر بھی ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ اگر حق کی آواز ہم نہیں اٹھا سکتے یا مرکز میں اپنی حکومت کو یہ نہیں بتا سکتے کہ آپ جو کھیل کھیل رہے ہیں کسی کے اشارے پر، اس کے نتائج جو ہیں، وہ یہ نہیں ہیں کہ ایک فرد واحد کے خلاف ہونگے اور فرد واحد نے بھی اپنے آپ کو اتنی مشکلات میں ڈال دیا کہ ایک وقت پر دعوے کرنے والے، اٹھانوے فیصد ریفرینڈم کے حوالے سے ووٹ لینے والے آج چوہوں کی طرح ایک بل میں اور دوسرے بل میں گھس گھس کر اپنی سیکورٹیز کا انتظام نہیں کر سکتے۔ (تالیاں) جناب سپیکر! یہ کیسے عوام ہیں، یہ کیسے لوگ ہیں جو اپنے ہی ملک میں نہ آپ کی غم رازی کیلئے پھر سکتے ہیں، نہ کسی کی شادی میں پھر سکتے ہیں، نہ کسی کے ساتھ اٹھ بیٹھ سکتے ہیں اور وہ جب کسی علاقے میں آتے ہیں تو پورے کے پورے علاقے کو گھیرے میں لیکر ان کا تحفظ کرتے ہیں۔ آپ اپنے تمام وسائل ان کیلئے خرچ کر لیتے ہیں تو کیا یہی نتائج آپ اخذ کر رہے ہیں؟ کیا انہی اپنے غیر ملکی آقاؤں کو خوش کرنے کیلئے اور اپنی کرسی کو تقویت دینے کیلئے آپ ہزاروں، کروڑوں، لاکھوں مسلمانوں کا خون کر رہے ہیں؟ کیا اس کا یہی نتیجہ نکلے گا کہ اس کے دوسری دن کولن پاؤل ہیں یا جو کوئی بھی بلا ہے، ان کا اخبارات میں بیان آتا ہے کہ پاکستان طالبان کے حوالے سے ہمارے ساتھ کسی قسم کا تعاون نہیں کر رہا؟ تو جناب والا، ہم آخر اپنی قربانیاں کس سے مانگیں؟ اب حکومت ایک طرف ان کیلئے اس حد تک آگے بڑھ گئی ہے کہ

مسلمانوں کے گلوں پہ وہ چھریاں پھیر رہے ہیں، یہاں پہ اپنے پاکستانی عوام، ان غیر تمند قبائلیوں کے خلاف وہ آج لشکر کشیاں کر رہے ہیں، اپنے ہی لوگوں کو ذہنی طور پر مجبور کر وا رہے ہیں کہ ان کے خلاف لشکر کشیاں کریں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: مشتاق احمد غنی صاحب۔

جناب انور کمال: وہ پاکستانی فوج جو آپ کے غیر ملکیوں کے ساتھ لڑنے کیلئے تیار تھی، آج آپ ان کو اپنے پاکستانیوں کے خلاف استعمال کر رہے ہیں تو کیا Message آپ ان لوگوں کو دے رہے ہیں؟ جناب والا! ان کی ہم پر زور مذمت کرتے ہیں اور آج بھی کہتے ہیں کہ آپ نے ابھی گنوایا تو ہے لیکن آپ نے ابھی بھی کچھ نہیں گنوایا۔ ہو سکتا ہے، خدانہ کرے کہ ان کی یہ گندی آنکھیں ہمارے اس پاک وطن پہ لگ جائیں۔ آج اگر وہ وانا میں آپریشن کر سکتے ہیں تو میں آپ کو یہ وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ کل وہ پشاور میں بھی کریں گے، کل کو وہ اسلام آباد میں کریں گے۔ وہ آپ کے اربن علاقوں میں بھی آپ کیلئے مشکلات پیدا کریں گے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: انور کمال خان! ، پلیز بیٹھ جایئے۔ میں مشتاق غنی کو ____ انور کمال خان، پلیز بیٹھ جایئے، بس ہو گیا۔ جی، جی۔

جناب مشتاق احمد غنی: جناب! میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں اس فلور پر بات کرنے کیلئے اور بھی بہت سے موضوعات ہیں اور ہمیں ان موضوعات پہ بات کرنی چاہئے جو ہماری Jurisdiction میں آتے ہیں یا جن کے ساتھ ہم متعلق ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اس میں کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب مشتاق احمد غنی: میں یہی عرض کرتا ہوں کہ یہ ایک فیڈرل سبجیکٹ ہے اور فاٹا ہمارے صوبے کا حصہ ہی نہیں ہے اور ہر ملک کی اپنی خارجہ پالیسی ہوتی ہے، اس کے تحت ہی کوئی اقدامات کئے جاتے ہیں اور جیسے بارہا کہا گیا ہے کہ وہاں کا آپریشن وہاں کے قبائل کے تعاون کے ساتھ کیا جا رہا ہے اور وہاں پر پاکستانیوں کے خلاف نہیں ہو رہا، ان لوگوں کے خلاف ہو رہا ہے جو غیر ملکی وہاں پہ مقیم ہیں اور ہماری سرحدات سے افغانستان میں جا کر حملہ آور ہو رہے ہیں، جس سے پاکستان کی خارجہ پالیسی متاثر ہو رہی ہے، پاکستان کی اپنی اساس متاثر ہو رہی ہے اور میرے خیال میں ایسے حالات میں ہمیں ان ایشوز کی طرف نہیں جانا چاہئے۔ جہاں تک Casualities کا تعلق ہے تو ہم سب کو

افسوس ہے اور وہاں جتنے لوگ Foreigners ہیں، ان کو پریذیڈنٹ کی طرف سے یہ Message دیا گیا ہے کہ اگر وہ خود Surrender کر دیں تو ہم ان کو کسی ملک کے حوالے نہیں کریں گے اور ان کو علیحدہ رہنے کیلئے ایک جگہ دے دیں گے لیکن افغانستان کا یہ ایشو ختم ہو جائے گا کہ پاکستان کی سرحدوں سے ہمارے ملک کے اندر بدامنی پیدا کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: میرے پاس، نہیں، بشیر احمد بلور صاحب۔۔۔۔۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: اگر آپ امریکہ کو خوش کرنے کیلئے یہ کر رہے ہیں تو وہ آپ کا ساتھ نہیں دے گا، یہ یاد رکھیئے۔ امریکہ نے ہر جگہ مخالفت کی ہے، ہمارے ساتھ غداری کی ہے، ہم اس کی کسی بات پر اعتماد نہیں کرتے۔

جناب مشتاق احمد غنی: جیسے آپ نے افغانستان میں لوگوں کو مروایا ہے، ایسے ہی یہاں بھی مروانا چاہتے ہیں۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: اگر آپ نہ ہوتے تو امریکہ کا باپ بھی یہاں نہیں آسکتا تھا۔ اگر آپ وہاں نہ ہوتے تو امریکہ کا باپ بھی وہاں نہیں آسکتا تھا، اسلئے کہ ہم امریکہ کی بات کی کوئی ضمانت نہیں دے سکتے۔ امریکہ کا باپ بھی وہاں قبضہ نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: جناب بشیر احمد بلور صاحب۔ تا سو کبنیئ، مجاہد صاحب۔ بشیر احمد بلور صاحب! یہ ایجنڈا آپ لوگوں نے طے کیا ہے، ہم ایجنڈے پہ چل رہے ہیں۔ ADP پہ Discussion ہونی تھی۔ انور کمال خان نے تقریر کی۔ اب میں ایوان سے پوچھتا ہوں کہ اگر وہ شام کو سیشن رکھتے ہیں اور کل بھی ایسا، ورنہ میرے پاس تو کل کا دن ہے، لہذا آپ کی مرضی ہے۔

جناب بشیر احمد بلور: کل کو لے آئیں۔

جناب سپیکر: کل ایسا ہو گا کہ ہم تحریک التواء یا Call attention notices وغیرہ نہیں لے سکتے، کل صبح ہم ADP پہ بحث شروع کریں گے۔ چونکہ اب نماز کا وقت قریب ہے تو The House is adjourned till 10 a.m of tomorrow morning .

(اسمبلی کا اجلاس بروز جمعرات مورخہ 18 مارچ 2004ء صبح دس بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا۔)